ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

نگرانِ اعلیٰ مفتی محمود

۲۹ ستمبر تا ۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء

نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ میں رکاوٹ ڈالی تو ہم وزارتوں سے الگ ہو جائیں گے

جمعیت علماء اسلام برما کے صدر سے ایک ملاقات

کراچی سٹیل ملز میں فراڈ

جدید عربی ادب کا ارتقاء (آخری قسط)، جمعیت علماء اسلام کی جنرل کونسل کے اجلاس کی کارروائی

میزبانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ایوب انصاریؓ، شہر شہر سے، طلباء کی سرگرمیاں

شمارہ ۳۹

قیمت: ایک روپیہ

وہ دین و اہلِ دین کا غمخوار اٹھ گیا

سرکارؐ دو جہاں کا فدا کار اُٹھ گیا
مردانِ حُر کا قافلہ سالار اُٹھ گیا
تھا جس کے لفظ لفظ ہیں عرفان و آگہی
وہ بادۂ الست کا سرشار اُٹھ گیا
حق کے لئے گذار دی جس نے تمام عمر
باطل سے تھا جو برسرِ پیکار اُٹھ گیا
جس کی دعائیں لینے کو آتا تھا اِک جہاں
وہ پیکرِ مروّت و ایثار اُٹھ گیا
اب کس سے حالِ زار سنائیں گے اہلِ دل
دیوانگانِ شوق کا سردار اُٹھ گیا
جس کا وجود عظمتِ اسلاف کا نقیب
وُہ دین و اہلِ دین کا غمخوار اُٹھ گیا
دیکھا اسے کبھی تو خدا یاد آ گیا
کس وقت وائے حق کا پرستار اُٹھ گیا
اکرامؔ مرگِ حضرت والا کے بعد کچھ
لگتا ہے اس طرح سے کہ سنسار اُٹھ گیا



اکرام القادری



جلد نمبر ۲۱ شمارہ نمبر ۳۹

جمعۃ المبارک ۲۹ ستمبر ۷۸ء ۲۵ شوال ۹۸ھ

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

مدیر
اکرام القادری

مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک

سالانہ
۴۵ —— روپے

ششماہی
۲۳ —— روپے

سہ ماہی —— ۵۰/۱۱ روپے

فی پرچہ
ایک روپیہ

یکے از مطبوعات
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان



ایک جماعت بنانے کی کوشش

پاکستان قومی اتحاد کے نائب صدر اور پاکستان جمہوری پارٹی کے سربراہ نواب زادہ نصر اللہ خان نے لاہور میں اپنی پارٹی کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "ملک میں ایک مؤثر سیاسی جماعت کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ انتخاب کے ذریعے برسر اقتدار آنے کے بعد قومی اتحاد میں شامل جماعتوں کو ایک جماعت میں مدغم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ ایک منشور متفقہ عہدیدار انتخاب میں مشترکہ امیدوار نامزد کرنے کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ قومی اتحاد کی جماعتوں کو ایک سیاسی جماعت کی شکل نہ دی جائے۔"

نواب زادہ صاحب کے حالیہ بیان کی اہمیت، ضرورت اور افادیت سے کوئی بھی محب وطن پاکستانی انکار نہیں کر سکتا۔ اس سے قبل بھی نواب زادہ صاحب وقتاً فوقتاً اس قسم کے خیالات کا اظہار کرتے رہے ہیں بلکہ مقدور بھر عملی کوشش بھی کرتے رہے ہیں۔ موجودہ فوجی انقلاب کے بعد گذشتہ برس پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود نے بھی اسی نوع کے خیالات کا اظہار کیا تھا۔

مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض ایسی جماعتوں کے رویّہ کے پیش نظر جو قومی اتحاد سے نکلنے کے لئے پر تول رہی تھیں اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد تعمیر کر کے پرانی مفاد پرستانہ سیاست گری کا ناؤ پھونکنا چاہتی تھیں ادغام و انضمام کی یہ بیل منڈھے نہ چڑھ سکی اور یہ جماعتیں ایک ایک کر کے قومی اتحاد کو خیرباد کہہ گئیں اور اب قومی سیاست میں جس قسم کا کردار ادا کر رہی ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

نوابزادہ صاحب نے انتخاب کے ذریعہ اقتدار میں آنے کے بعد مشترکہ جماعت بنانے کی بات کی ہے لیکن اس سے قبل بھی کچھ کرنے کی ضرورت ہے اور وہ یہ کہ قومی اتحاد کے کارکنوں کو ہر سطح پر ایک دوسرے کے قریب لانے کی کوشش کرنی چاہیئے اور قومی اتحاد کے کارکنوں کے رویے سے یہ تاثر ملنا چاہیئے کہ یہ کارکن مختلف جماعتوں سے تعلق رکھتے ہوئے بھی ایک ہی سیاسی جماعت کے کارکنوں کی حیثیت سے باہم دگر وابستہ ہیں۔ متفقہ منشور اور متفقہ عہدیداران کی صورت میں یہ کوئی ایسی انہونی بات بھی نہیں ہے کہ جس پر عمل پیرا ہونے کے لئے بہت زیادہ محنت کی ضرورت ہو۔ صرف دلوں میں کشادگی اور اپنے ذاتی مفاد پر قومی مفاد کو ترجیح دینے کی ضرورت ہے۔

قومی اتحاد کو چھوڑ کر جانے والی جماعتوں کے بعد بیشتر مقامات پر ابھی تک قومی اتحاد کا تنظیمی خلا پُر نہیں کیا گیا۔ اگر کارکن ہر سطح کے اور ہر اعتبار سے اس تنظیمی خلا کو پُر کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اجلاس بلائیں اور قانون کی حدود میں رہتے ہوئے اجتماعات کریں تو اس سلسلے میں خاصی پیش رفت ہو سکتی ہے اور کارکنوں کو ایک دوسرے کے قریب آنے کے مواقع فراہم ہو سکتے ہیں جس سے ایک دوسرے کی پہچان اور اہلیت کا بھی اندازہ ہو گا۔

گذشتہ تحریک نظام مصطفےٰ کے دوران مختلف جماعتوں سے تعلق رکھنے والے قومی اتحاد کے کارکن ایک دوسرے کے اس قدر قریب آ گئے تھے کہ یہ احساس ہی نہیں ہوتا تھا کہ یہ مختلف جماعتوں سے تعلق رکھنے والے کارکن ہیں۔

ہماری خواہش اور دعا ہے کہ خدا کرے وہ روح پرور مناظر پھر لوٹ آئیں اور قومی اتحاد کے کارکن پہلے سے بھی زیادہ ہم آہنگی اور یکجہتی کے جذبہ کے ساتھ کام کرنے شروع کر دیں۔ اس وقت پہلے سے بھی زیادہ اس جذبہ اور ولولہ کی ضرورت ہے۔

قومی اتحاد کے رہنماؤں سے دردمندانہ درخواست ہے کہ وہ اگر اخباری بیانات کے ساتھ ساتھ اپنی جماعتی میٹنگوں اور اجتماعات میں اپنے کارکنوں کو اس قسم کی تلقین کرنی شروع کر دیں اور بار بار اس کا اعادہ کریں تو بہت حد تک کارکنوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں مدد ملے گی۔

الرّحمٰن عَلّم القرآن

دینی مدارس کے فارغ طلباء اور ثانویہ کے بعد مرحلہ تکمیل کے طلباء کے لئے

تخصص فی الدعوة والارشاد اور کلیۃ الدعوہ واصول الدین میں

داخلہ کے لئے انٹرویو

اساتذہ

۳ مصری فاضل جامعہ ازہر — ۲ سعودی فاضل مدینہ یونیورسٹی — ۱۵ پاکستانی ماہر تعلیم اساتذہ کرام

وظائف — قیام وطعام کے علاوہ

التخصص فی الدعوة والارشاد (۲ سالہ نصاب) ۳۰۰ روپے ماہوار تک

کلیۃ الدعوہ واصول الدین (۴ سالہ نصاب) ۱۰۰ روپے ماہوار تک

خطة الدراسة فی کلیة الدعوة واصول

حفظ القرآن کریم — التفسیر — علوم القرآن ، تاریخ القرآن — الحدیث وعلومه وتاریخه — العقیده — السیرة النبویة

التاریخ الاسلامی — التاریخ العالمی — الفقه — اصول الفقه — فقه المذاهب الاسلامیه — تاریخ الفقه

اسس الدعوة — آداب الدعوة — صفات الداعیه — تاریخ الدعوه والدعاة — اسرار الشریعة وحکمها

الادیان الفرق — القوی الهدایه (الیهودیة، النصرانیة، الاشتراکیة، القادیانیة، البهائیة)

الفلسفة القدیمه والحدیثه — المجتمع المسلم الحدیث) والمجتمع الاسلامی فی عهد النبوة وقرون الخیر — تحدی العالم الملحد والامة المسلمه

المعیشه والاقتصاد — العلوم الاجتماعیه والیاسره — المحارنة باللغة العربیه — الانشاء والخطابة البلاغة

الادب العربی وتاریخه — المنطق — المعانی — اللغة الانجلیزیه والعلوم المعاصره

تلخیص منبع التخصص فی الدعوة والارشاد

آیاة الدعوه فی القرآن الکریم (تحلیلاً وتفسیراً) — دعوة الرسل (تحلیلاً)

صفات الداعیة وکیف نتحلی بها الیوم — ادوار الدعوه من

اسالیب الدعوه وطرقها — مشکلاة الدعوه وحلها

تحدی الفلسفة المادیه الملحده وکیف نوجهها — تخطیط القوی الهدامه والامة المسلمه

وحدة الامه وکیف نعالج التخریب والتفریق بین المسلمین — احداث الدعوة الیس والطریق الموصل الیها

درخواستیں : بلا تاخیر مع نقول اسناد و دستاویزات انٹرویو ، ذی القعدہ ۱۱ اکتوبر ۷۸ء بروز سوموار انشاء اللہ المنان وعلیہ التکلان فون ۲۳۰۲۱ / ۲۵۲۱۲

عبدالرحیم اشرف جامعہ تعلیمات اسلامیہ سرگودھا روڈ فیصل آباد پاکستان

جمعیت علماء اسلام کی مرکزی جنرل کونسل کا اجلاس

جمعیت علماء اسلام کی مرکزی جنرل کونسل کے اجلاس میں اسلامی نظام کے جلد نفاذ، مہنگائی کے خاتمہ، صوبائی حکومتوں کی تشکیل اور انتظامیہ کی تطہیر کا مطالبہ

قائد جمعیت مولانا مفتی محمود کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار

یکم ذی قعدہ سے پورے ملک میں جمعیۃ علماء اسلام کی رکن سازی کا آغاز ہوگا

جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلسِ عمومی (جنرل کونسل) کا اجلاس ۱۶ ستمبر کو مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی کی زیر صدارت منعقد ہوا جو مجموعی طور پر کم و بیش چھ گھنٹے جاری رہا۔ اجلاس میں قائدِ جمعیت حضرت مولانا مفتی محمود، مرکزی و صوبائی عہدہ داروں، وفاقی وزیر امور کشمیر مولانا حاجی فقیر محمد خان، وزیر بلدیات حاجی محمد زمان خان اچکزئی اور وزیرِ صحت میر صحیح صادق کھوسو سمیت چاروں صوبوں سے تین سو سے زائد مندوبین نے شرکت کی۔ مجلسِ عمومی کے اجلاس میں وقفہ کے دوران مرکزی مجلسِ شوریٰ کا ایک اجلاس حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی کی صدارت میں منعقد ہوا جو دو گھنٹے جاری رہا۔ مجلسِ عمومی اور مجلسِ شوریٰ کے اجلاسوں میں ملک کی تازہ ترین صورتِ حال، وفاقی وزراء کی کارکردگی، تنظیمی امور اور دیگر معاملات پر غور کیا گیا۔

قائد جمعیت مولانا مفتی محمود نے ملک کی سیاسی صورتِ حال پر تفصیلی روشنی ڈالی اور مجلس عمومی کے ارکان کو وفاقی حکومت کی تشکیل اور اس کے بعد کے حالات سے آگاہ کیا۔

اسلامی نظام

اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے حکومت پر زور دیا گیا کہ اسلامی نظام و آئین کے نفاذ کو اولیت دی جائے اور اس سلسلے میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو جلد از جلد عملی جامہ پہنانے کے انتظامات کیے جائیں۔

صوبائی حکومتیں

دوسری قرارداد میں صوبائی حکومتوں کی جلد از جلد تشکیل کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ عوام کے بیشتر مسائل و مشکلات کا تعلق چونکہ صوبائی حکومتوں سے ہے اس لیے صوبوں میں حکومتوں کی تشکیل کے بغیر مرکز میں سول حکومت کا قیام بے مقصد ہو کر رہ جائے گا۔

انتظامیہ کی تطہیر

تیسری قرارداد میں انتظامیہ کو بد دیانت عناصر اور سابقہ حکومت کے سیاسی بنیادوں پر بھرتی کیے ہوئے افراد سے پاک کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ رشوت کے انسداد کیلئے مؤثر اقدامات کیے جائیں۔

مہنگائی

چوتھی قرارداد میں اشیائے ضرورت کی کمیابی اور گرانی کی موجودہ صورتِ حال کو انتہائی تشویشناک قرار دیتے ہوئے حکومت پر زور دیا گیا کہ اس سلسلے میں فوری اور مؤثر اقدامات کیے جائیں۔

قائد جمعیۃ کو خراجِ تحسین

اجلاس میں ایک اور قرارداد کے ذریعہ حضرت مولانا مفتی محمود کی قومی و جماعتی خدمات پر خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے ان کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا اور وفاقی کابینہ کی تشکیل کے سلسلہ میں ان کے فیصلوں کی توثیق کے ساتھ ساتھ انہیں اختیار دیا گیا کہ صوبائی حکومتوں کی تشکیل کے موقع پر جمعیۃ علماء اسلام کے نمائندے اپنی صوابدید کے مطابق منتخب کریں۔

حضرت دین پوری رح

ایک اور قرارداد کے ذریعہ جمعیۃ علماء اسلام کے سرپرست اعلیٰ اور ملک کے ممتاز روحانی پیشوا حضرت مولانا عبدالہادی دین پوری رحمۃ اللہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی ملی و دینی خدمات پر خراجِ عقیدت پیش کیا گیا اور ان کے درجات کی بلندی کے لیے دعا کی گئی۔

نئی رکن سازی

اجلاس میں جمعیۃ علماء اسلام کی تنظیم نو کا فیصلہ کیا گیا اور طے کیا گیا کہ یکم ذی قعدہ ۱۳۹۸ھ مطابق ۴ اکتوبر سے ملک بھر میں جمعیۃ کی نئی رکن سازی شروع ہوگی جو چھ ماہ تک جاری رہے گی۔ حاجی محمد حسین کاٹھیا، مولانا محمد خان شیرانی، حاجی محمد ابراہیم پراچہ، مولانا احمد سعید لدھیانوی اور دیگر حضرات نے بھی خطاب کیا۔

مرکزی رابطہ کمیٹی

اجلاس میں یہ بھی طے کیا گیا کہ وزراء سے رابطہ اور عوامی مسائل کے حل کے سلسلہ میں لوگوں کی راہنمائی کے لیے مرکزی اور صوبائی سطح پر رابطہ کمیٹیاں قائم کی جائیں گی۔ مرکزی کمیٹی کا دفتر راولپنڈی میں ہوگا اور اس کے کنوینر مولانا قاری سعید الرحمٰن

ہوں گے۔ دوسرے ارکان کے نام یہ ہیں:

مولانا ایوب جان بنوری، مولانا قاری محمد امین، میاں محمد عارف ایڈووکیٹ، شیخ اختر حسین ایڈووکیٹ۔

مرکزی تنظیمی کمیٹی:

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم برائے تنظیمی امور و اطلاعات ونشریات مولانا زاہدالراشدی نے گذشتہ روز راولپنڈی میں قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود سے تنظیمی امور پر تبادلۂ خیالات کے بعد رکن سازی اور جماعتی انتخابات کے سلسلے میں اپنی معاونت کے لئے چھ رکنی مرکزی تنظیمی کمیٹی کے قیام کا اعلان کیا ہے جس کے سربراہ وہ خود ہوں گے اور اس میں

صوبہ پنجاب سے سید مقبول حسین ایڈووکیٹ اوکاڑہ

صوبہ سندھ سے مولانا محمد مراد سکھر

صوبہ سرحد سے صاحبزادہ عبدالباری جان چارسدہ

صوبہ بلوچستان سے مولانا محمد خان شیرانی ژوب

اور انصار الاسلام کے سالار اعظم راجہ عبدالرؤف کو شامل کیا گیا ہے۔ کمیٹی کا ابتدائی اجلاس ۲۴ ستمبر کو مرکزی دفتر میں منعقد ہو رہا ہے جس میں رکن سازی کے انتظامات اور دیگر تنظیمی امور کا جائزہ لیا جائے گا۔ اس کے بعد ابتدائی، ضلعی اور صوبائی عہدیداروں کے انتخابات عمل میں لائے جائیں گے اور اگلے سال شعبان میں مرکزی عہدے داروں کا چناؤ ہو گا۔ رکن سازی اور تنظیمی امور کے اس شعبہ کا انچارج جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم نشر و اشاعت مولانا زاہدالراشدی کو مقرر کیا گیا۔

مرکزی نظماء کی ذمہ داریاں

اجلاس میں جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی نظماء کے شعبوں میں رد و بدل کر کے انہیں مندرجہ ذیل نئی ذمہ داریاں سونپی گئیں:

۱۔ مولانا محمد اجمل، دفتری امور و طلبہ

۲۔ مولانا غلام ربانی، شعبہ تبلیغ

۳۔ مولانا قاضی عبداللطیف۔ انتخابی و پارلیمانی امور

۴۔ مولانا زاہدالراشدی۔ تنظیمی امور و اطلاعات ونشریات۔

وزراء کا عہد

اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جمعیت کے تینوں وفاقی وزراء مولانا حاجی فقیر محمد خان، حاجی محمد زمان خان اچکزئی اور میر صبح صادق کھوسو نے اپنے اس عہد کو دہرایا کہ وہ عوام کی بے لوث خدمت کریں گے، ان کے دروازے لوگوں کے لیے ۲۴ گھنٹے کھلے رہیں گے۔ وہ جمعیۃ علماء اسلام اور پاکستان قومی اتحاد کے ڈسپلن کی پوری طرح سے پابندی کریں گے اور جمعیت جب حکم دے گی وہ استعفیٰ دے کر واپس آجائیں گے۔

تینوں وزراء نے کارکنوں سے اپیل کی کہ وہ ان کی کارکردگی پر کڑی نظر رکھیں اور جہاں کوئی کوتاہی اور کمزوری محسوس کریں، بلاجھجک ٹوک دیں، تاکہ وہ اپنی ذمہ داریاں اچھے طریقے سے نباہ سکیں۔

اجلاس سے مولانا محمد اجمل، مولانا قاضی عبداللطیف، مولانا غلام ربانی، مولانا زاہد الراشدی، مولانا محمد شاہ امروٹی، مولانا عبد الواحد، مولانا ایوب جان بنوری، قاری نورالحق

[illegible]

حضرت الامیر ۴ اکتوبر کو ملتان میں رکن سازی کا آغاز کریں گے

چاروں صوبوں میں رکن سازی اور جماعتی انتخابات کی نگرانی کے لئے کمیٹیاں قائم کر دی گئیں۔

جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی تنظیمی کمیٹی کا اجلاس مرکزی ناظم تنظیمی امور و نشر و اشاعت مولانا زاہدالراشدی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں رکن سازی کے انتظامات اور دیگر امور پر غور کیا گیا۔ اجلاس میں طے کیا گیا کہ حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم یکم ذی قعدہ مطابق ۴ اکتوبر کو ملتان میں رکن سازی کا فارم پر کر کے جمعیۃ کی رکن سازی مہم کا آغاز کریں گے۔ اس موقع پر مرکزی تنظیمی کمیٹی کا اجلاس حضرت الامیر مدظلہ کی زیر صدارت منعقد ہوگا اور کمیٹی کے ارکان بھی فارم رکنیت پر کریں گے۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق وفاقی دارالحکومت اور صوبائی دارالحکومتوں میں رکن سازی کے آغاز کی تقریبات ہوں گی۔

۷ اکتوبر بروز ہفتہ راولپنڈی قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود اور وفاقی وزراء حاجی فقیر محمد خان حاجی محمد زمان خان اچکزئی اور میر صبح صادق کھوسو فارم پر کریں گے

۸ اکتوبر بروز اتوار	لاہور	حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ اور دیگر صوبائی راہنما
۱۰ اکتوبر بروز منگل	پشاور	حضرت مولانا ایوب جان بنوری مدظلہ " " "
۱۴ اکتوبر بروز ہفتہ	سکھر	" سید محمد شاہ امروٹی مدظلہ " "
۱۶ اکتوبر بروز پیر	کوئٹہ	" عبدالواحد مدظلہ " "

اجلاس میں رکن سازی اور جماعتی انتخابات کی نگرانی کے لئے چاروں صوبوں میں نگران کمیٹیاں قائم کر دی گئیں۔ جو مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل ہیں۔

پنجاب: مولانا محمد یوسف بہاولنگر، مولانا عبدالقادر قاسمی ملتان، مولانا قاری سعیدالرحمٰن راولپنڈی، مولانا محمد عمر لدھیانوی ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا محمد فیروز خان ڈسکہ، میاں محمد عارف ایڈووکیٹ گوجرانوالہ

سندھ: مولانا عبدالرزاق عزیزی کراچی، حاجی کرامت اللہ حیدرآباد، مولانا غلام قادر شکارپور، حاجی والی ڈنو سکھر، ریٹائرڈ صوبیدار گل عنایت شاہ کراچی

سرحد: مولانا فضل رازق ہری پور، شیخ عزیزالرحمٰن ڈیرہ اسمٰعیل خان، مولانا لطف الرحمٰن مردان، مولانا قاضی عبدالسلام دیر

باقی ۱۳

برما کے مسلمان اور صحیح صورت حال

مولانا مفتی محمود "صدر جمعیۃ علماء اسلام برما" مفتی اعظم برما پاکستان تشریف لائے۔ اُن سے نمائندہ جنگ نے وہاں کے مسلمانوں کے حالات کے متعلق خصوصی گفتگو کی جو کہ ہدیہ قارئین ہیں۔

محمد جمیل خان، نمائندہ جنگ

مفتی محمود صاحب نے سہارنپور میں مذہبی تعلیم حاصل کی۔ اصلاً سورت کے رہنے والے ہیں۔ ڈیڑھ سو سال سے رنگون میں قیام ہے۔ وہاں انہوں نے دیگر علماء کرام کے ساتھ مل کر مسلمانوں کا مذہبی تشخص برقرار رکھنے کے لئے ۱۹۱۶ء میں جمعیۃ علماء اسلام قائم کی جو کہ پورے برما میں مسلمانوں کے مذہبی اور دیگر مسائل کو حل کرنے میں مدد دیتی ہے۔ اس وقت جمعیۃ کے صدر موصوف خود ہیں۔ مدرسہ دارالعلوم رنگون قائم کیا ہے جو کہ پورے برما کا سب سے بڑا مدرسہ ہے۔ برما کے علماء کی اکثریت اس مدرسہ سے فارغ ہے۔ سب سے پہلے برما کے حالات کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے مفتی صاحب نے کہا کہ اصل مسئلہ غلط پروپگنڈے اور غلط مبالغہ آمیز خبروں کا ہے۔ جتنی بات نہیں ہوتی اس سے زیادہ اس کو بنایا جاتا ہے۔ اصل حقیقت جو کہ برما کی ہے وہ یہ ہے کہ برما حکومت جو کہ سوشلسٹ ہے اس حکومت میں کسی مذہب کو بھی اجازت نہیں ہے۔ وہ ایک لادین حکومت ہے جس کا کوئی مذہب نہیں۔ اس وقت برما میں تین بڑی مذہبیت کے لوگ رہتے ہیں۔ ایک مسلمان، دوسرے عیسائی اور تیسرے بدھ مذہب۔ مسلمانوں کی تعداد ۳۵۔۴۰ لاکھ کے قریب ہے۔ مسلمانوں کو دیگر دوسرے مذاہب کی طرح اپنے دائرہ کے اندر آزادی حاصل ہے اور ان تینوں مذہبوں میں کسی کو ترجیح حاصل نہیں جتنی آزادی اور خود مختاری ان کو حاصل ہے اتنی ہی مسلمانوں کو حاصل ہے اور یہ تینوں مذہب آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بحیثیت قومیت منسلک ہیں اور اس ایک قوم ہونے کی بنا پر تعصب اور تفرقہ بازی سے بچے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کے مذہب کا احترام کرتے ہیں۔ موجودہ حکومت کے آنے پر ہم لوگوں کو خطرہ محسوس ہوا تھا کہ اب ہم لوگوں پر زیادہ مصائب اور مشکلات کا دور ہوگا اور پچھلی حکومتوں سے زیادہ مذہب پر سختی ہوگی مگر موجودہ حکومت نے پچھلی حکومتوں کے مقابلہ میں کچھ سختی کم کی اور مذہبی آزادی کچھ دے دی گئی ہے۔ مساجد قائم کر سکتے ہیں جمعیۃ علماء اسلام کے سروے کے مطابق جو کہ ہماری کمیٹی نے پورے برما کا کیا دو ہزار کے لگ بھگ مساجد ہیں۔ چالیس مذہبی دارالعلوم طرز کے ادارے اور سینکڑوں مکاتیب بچوں کو قرآن مجید پڑھانے کے ہیں۔ رمضان المبارک میں لاؤڈ سپیکر پر اذان اور تراویح کا سلسلہ ہوتا ہے۔ نماز عید کے لئے عید گاہ قائم ہے اور حکومت نے چاہا کہ اس پر قبضہ کر لیا جائے کیونکہ صرف سال میں دو دفعہ استعمال ہوتی ہے ہمارے احتجاج پر یہ فیصلہ لے لیا گیا۔ عید قربان پر گائے بھینس وغیرہ کی قربانی کا اجازت نامہ کی تقریب کے لئے اگر کوئی ٹکٹ اور خرچہ ساتھ آئے اور حکومت کو خرچہ نہ برداشت کرنا پڑے تو پھر اس سال سے اس کی اجازت دی ہے۔

مل جاتا ہے اور بکری اور دنبہ کی قربانی بغیر لائسنس کے کی جاتی ہے۔ اب حکومت وہ مکانات اور جائیداد جو کہ حکومت نے قومی ملکیت میں لے لی تھی اور ان کے مصرف میں استعمال نہ ہونے کی وجہ سے خالی تھیں واپس کر رہی ہے اور زیادہ تر مسلمانوں کو واپس ہو رہی ہیں کیونکہ زیادہ تر جائیداد ان ہی کی ملکیت میں سے لی گئی تھیں مسلمانوں کی کاروباری حالت کے مطابق مفتی صاحب نے فرمایا کہ شروع میں اس سلسلہ میں پابندی تھی اور لوگ کاروباری طور پر نہیں کر سکتے تھے مگر اب چھوٹے چھوٹے کاروبار کی اجازت دے دی گئی ہے اور معمولی تجارت اور چھوٹے موٹے نجی کارخانہ قائم کر سکتے ہیں۔ معمولی دکانیں کھول سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ نوکری بھی کی جا سکتی ہے۔ مسلمان لوگ بنگلہ دیش سے مال لا کر برما میں فروخت کرتے ہیں۔ اور اس سے ان کو کافی منافع ملتا ہے۔ حج پر جانے کی پابندی ہے اور یہ صرف حج پر ہی موقوف نہیں بلکہ عیسائیوں اور بدھ مذہب کو بھی اپنے اپنے علاقوں میں عبادات کے لئے جانے کی اجازت نہیں اور اس کی وجہ حکومت کی سختی نہیں بلکہ حکومت کی فارن ایکسچینج کی کمزوری ہے کہ ان کے پاس اتنی فارن ایکسچینج ہی نہیں کہ وہ سفر کی اضافی سہولتیں مہیا کر سکیں۔ اب صرف اتنی اجازت دی ہے کہ کسی مذہبی معاملہ

برما میں مسلمانوں پر اور خاص طور پر علاقہ اراکان کے مسلمانوں کی برما سے نکالے جانے اور ان پر مظالم ٹوٹنے کے بارے میں مفتی صاحب نے فرمایا کہ اصل حقیقت یہ ہے کہ حکومت وقت نے رجسٹریشن اسکیم شروع کی اور ایسے لوگوں کو جن کے پاس رجسٹریشن کارڈ یا غیر ملکی ہونے کا ثبوت نہیں تھا اور وہ غیر قانونی طور پر برما میں رہ رہے تھے ایسے لوگوں کی چھان بین شروع کی اور

اس میں ہمیشہ اصول یہ رہا ہے کہ سرحدی علاقوں سے ایسے کام کئے جاتے ہیں کیونکہ سب سے زیادہ غیر قانونی طور پر لوگ سرحدی علاقہ میں رہتے ہیں تو برما کا سرحدی علاقہ اراکان ہے جہاں دس لاکھ مسلمان رہتے ہیں اور دوسری ایک قوم جو کہ مگ کے نام سے مشہور ہے وہ رہتی ہے۔ مگ قوم اور وہاں کے مسلمانوں کے درمیان ہمیشہ سے اختلافات چلے آرہے ہیں اور اکثر یہ دونوں آپس میں ٹکراتے رہتے ہیں۔ جب حکومت نے رجسٹریشن کا اعلان کیا تو مگ قوم چونکہ وہ سرکاری دفاتر وغیرہ میں زیادہ تعداد میں ہیں تو انہوں نے اس بہانہ مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کردیا اور ان کو تکالیف دینی شروع کردی اور اس سلسلہ کے مظالم شروع کردیئے۔ اراکان کے مسلمان چونکہ زیادہ تر غیر تعلیم یافتہ لوگوں میں سے ہیں۔ انہوں نے اس سلسلہ میں جمعیۃ علماء اسلام برما سے رابطہ قائم نہیں کیا اور وہاں کے چند لیڈروں نے اور حکومت کے باغی ارکان نے اس صورت حال سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور اس مسئلہ کو سیاسی رنگ دے دیا کہ رجسٹریشن کا مسئلہ صرف مسلمانوں کے نکالنے اور ان کو تنگ کرنے اور ان کو برما بدر کرنے کا بہانہ ہے ان لوگوں کو گرفتار کرلیا جائے گا۔ اس قسم کے پروپگنڈہ سے وہاں کے مسلمانوں میں شدید اضطراب پیدا ہوگیا اور ان میں خوف وہراس کی لہر دوڑ گئی اور اوپر سے مگ کی زیادتی اور ظلم نے ان کے اس خوف میں مزید تقویت پہنچائی اور وہ لوگ محسوس کرنے لگے کہ یہاں ان کا رہنا مشکل ہے۔ اگر یہاں رہے تو اسی طرح کی تکالیف میں مبتلا رہیں گے، اس لئے وہاں کے ایک لاکھ کے قریب افراد نے بنگلہ دیش کی طرف ہجرت شروع کی۔ بنگلہ دیش اس سے بالکل متصل ہے۔ رات کو ایک دوسرے کے علاقہ کی روشنی نظر آتی ہے۔ اب بنگلہ دیش کیسے ان ایک لاکھ افراد کو قبول کرتا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ یہ ایک لاکھ مسلمان جو کہ برما سے بھی نکل گئے اور بنگلہ دیش بھی داخل نہ ہوسکے درمیان میں آسمان تلے دھوپ اور بارش میں بے سروسامانی کی کیفیت میں مبتلا ہوگئے۔ اس چیز سے مغرب کے پریس نے خوب فائدہ اٹھایا اور اس کو حکومت کے خلاف بغاوت تصوّر کیا حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ پھر اس چیز کو سرحد کی نافہم نوجوانوں نے زیادہ کردیا کہ بعض جگہوں پر انہوں نے فائرنگ بھی کردی۔ حکومت کو جیسے ہی اس واقعہ کا پتہ چلا اس نے فوراً کام شروع کردیا اور سب سے پہلے مگ قوم کی طرف توجہ دی اور پھر ان لوگوں کی آبادکاری اور واپسی کا بندوبست کیا جو کہ برما کی نیشلیٹی تھی۔ اب حکومت ان لوگوں کے بارے میں بھی توجہ دے رہی ہے جن کے پاس برما قوم ہونے کا شناختی کارڈ موجود نہیں تھا بلکہ اب تو اتنی چھوٹ دے دی کہ جس شخص کا کوئی رشتہ دار ہو یا وہ برما میں اپنی رہائش کا ثبوت پیش کردے بلکہ برما کے علاقہ کے کسی جگہ کا صحیح طور پر پتہ دے دے تو اس کو واپس لاکر اس کو برما قومیت دی ہے تاکہ یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوجائے۔ ہمیں افسوس اس بات کا ہے کہ اس بات کو غلط رنگ دیا گیا—— آپ کو اندازہ نہیں کہ اس غلط افواہوں سے دیگر برما کے مسلمانوں پر کتنا بُرا اثر پڑے گا۔ اگر وہ ایک لاکھ یا دو لاکھ مسلمان تکالیف اور مصیبت میں ہوجاتے ہیں تو دیگر برما کے مسلمان اس سے محفوظ رہیں گے؟ پھر اگر اس واقعہ اور پروپگنڈہ سے برما حکومت متاثر ہوجاتی ہے تو پھر کیا وہ مسلمانوں کے ساتھ تعصب اور دشمن کا سا سلوک نہیں کرے گی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ پورے برما کے مسلمانوں پر تکالیف کا دور شروع ہوجائے گا حالانکہ اب تو شکر ہے کہ مسلمانوں کے حالات بہت اچھے ہوگئے ہیں۔ ان کو تبلیغ کی اجازت ہوگئی ہے اور تبلیغی اجتماعات کثیر تعداد میں پورے برما میں منعقد کئے گئے ہیں۔ ہمارے حقوق کو کافی حد تک تسلیم کیا گیا ہے۔ وہاں کی عدالت ہماری کتابوں کی طرف رجوع کراتی ہے اور فقہی مسئلہ اور فتوی کے مطابق فیصلہ کرتی ہے۔ قرآن مجید کی طباعت اور دیگر مذہبی کتابوں کی طباعت باوجود کاغذ کی قلت کے انہوں نے ہمیں اس کا کوٹہ مہیا کیا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ کچھ نہیں ہوا ہے۔ ایک لاکھ مسلمانوں نے ہجرت کی اور وہ کیمپ میں رہے۔ اور جب کیمپ میں رہیں گے تو اچھا خاصا کھاتا پیتا گھرانہ بھی مفلوک الحال نظر آئے گا چہ جائیکہ اراکان کے غریب مسلمان۔ مگر یہ کہ ۹۰۰ مساجد شہید ہوئیں۔ گھروں کو لوٹا گیا' یہ غلط ہے —— ۹۰۰ مساجد تو اراکان میں ہے ہی نہیں۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ پورے برما میں کل دو ہزار مساجد ہیں۔ بس غلط پروپگنڈہ سے متاثر ہوکر یہ مسلمان نکل گئے تھے۔ پھر حکومت نے واپس لے لیا اب انشاء اللہ ہم اس علاقہ میں مسلمانوں کو متحد کریں گے تاکہ مگ قوم ان پر کوئی زیادتی نہ کرسکے۔ پھر اس چیز میں چین کے لوگوں کا بھی دخل ہے۔ وہاں کے لوگ غیر قانونی طور پر داخل ہوئے تھے تو حکومت نے ان کے خلاف قرارداد پاس کی اور ان کو ختم کرایا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب وہ ہر معاملہ میں غلط کاروں کی حمایت کرتے ہیں۔ ان کو اسلحہ فراہم کرتے ہیں۔ اس میں انہوں نے خوب فائدہ اٹھایا اس سلسلہ میں میں نے جنگ لندن میں بھی خبریں دیکھیں نمائندہ جنگ کے حوالہ سے' حالانکہ برما میں جنگ کا کوئی نمائندہ ہی نہیں ہے۔

میری صرف یہ اپیل ہے کہ آپ لوگ خود حالات دیکھیں اور اس کے بعد ہی اس پر کوئی رائے قائم کریں۔ غیر ملکی پروپگنڈہ سے متاثر ہوکر مسلمانوں کے لئے زیادہ پریشانی کے اسباب پیدا نہ کریں۔

قادیانیت کے متعلق مفتی صاحب نے فرمایا کہ شروع میں یہ لوگ تھے مگر جب پاکستان نے ان کے خلاف قرارداد پاس کی تو اس کے بعد کافی لوگوں نے آکر تجدید اسلام اور تجدید نکاح کیا۔ اب صرف ایک پنجابی اور تھوڑے سے مدراس کے لوگ ان کے خلاف خوب کام کر رہے ہیں تاکہ یہ اپنے ناپاک عقائد کے ساتھ ہمارے مسلمانوں کے درمیان اختلاف نہ پیدا کریں۔ پاکستان میں اس سلسلہ میں خوب کام ہوا ہے اور حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں عوام کی بے مثال تحریک نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذریعہ یہ کام انجام دلوا کر پوری دنیا میں ان کی کمر توڑ دی ہے۔ اب انشاء اللہ ان کا مقابلہ ہر جگہ آسان ہوگا۔

انتخابات کے بارے میں انہوں نے کہا کہ انتخابات ہوتے ہیں اور ہر برمی کو چاہے مسلمان ہو یا غیر مسلمان ووٹ دینے کا حق حاصل ہے اور ہم لوگ ووٹ دیتے ہیں مگر ابھی تک مسلمان نمائندے بن کر نہیں آئے۔ نچلی سطح پہ مسلمان امیدوار بھی کھڑے ہوتے ہیں مگر ابھی تک اوپر کی سطح پر یہ سلسلہ شروع نہیں

ہیں۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مٹی کا پانی کا برتن ٹوٹ گیا۔ حضرت ابوایوبؓ اس خیال سے مضطرب ہوگئے کہ یہ پانی نیچے جائے گا اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہو گی۔ گھر میں اوڑھنے کا ایک ہی لحاف تھا۔ چنانچہ اس لحاف کو جلدی سے اس پانی پر ڈال دیا تاکہ پانی نیچے نہ جائے اور لحاف کی روئی پانی کو اپنے اندر جذب کرلے۔ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ بخوشی سے زیریں منزل میں مقیم تھے لیکن حضرت ابوایوب انصاریؓ اور ان کی اہلیہ کو بالاخانے کی سکونت سخت ناپسند تھی۔ یہ خیال ان کے لیئے سوہانِ روح تھا کہ فخرِ موجودات وخیر البشر سیدالرسل سرورِ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم تو تحتانی منزل میں مقیم ہوں اور ان کے ادنیٰ غلام بالائی منزل میں ہوں۔ سو یہ روحانی تکلیف شدت اتنی اختیار کرگئی کہ ایک رات دونوں میاں بیوی ایک کونے میں جاکر بیٹھ رہے۔ صبح ہوئی تو حضرت ابوایوب انصاریؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور بولے۔

"یارسول اللہ! ہم ساری رات کونے میں بیٹھ کر گزارتے رہے۔"

آپ نے وجہ دریافت فرمائی تو حضرت ابوایوبؓ بولے "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہمیں ہر لحظہ یہ بات پریشان کرتی ہے کہ آپ سرکارِ دوجہاں ہیں اور زیریں منزل میں مقیم ہیں آپ اوپر کی منزل میں تشریف لے چلیئے کیونکہ ہم تو آپ کے ادنیٰ ترین خادموں میں سے ہیں اور بالائی منزل پر ہیں۔ ہم غلاموں کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے رہنا ہی باعث سعادت ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوایوب انصاریؓ کی درخواست منظور فرمائی اور اوپر کی منزل پر تشریف لے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ یا سات ماہ حضرت ابوایوبؓ کے گھر قیام فرمایا۔ اس عرصے میں حضرت ابوایوب نے جس والہانہ عقیدت سے رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے وہ ان کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر دال ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا اکثر حضرت ابوایوبؓ ہی لے کر جایا کرتے تھے لیکن کبھی کبھی انصار کے دوسرے لوگ بھی کھانا لے آتے وہ آپ حضرت ابوایوبؓ کو بھیج دیتے۔ حضرت ابوایوبؓ کی عقیدت کشی اور حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عالم تھا کہ جہاں جہاں کھانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نشان ہوتے حضرت ابوایوبؓ انہی انگلیوں پر اپنی انگلیاں رکھ کر تناول فرماتے۔ ایک دفعہ کھانا جوں کا توں واپس آگیا۔ حضرت ابوایوبؓ بہت پریشان ہوئے اور اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آج آپ نے کھانا تناول نہیں فرمایا؟"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں آج کھانے میں لہسن تھا اور لہسن مجھے مرغوب نہیں۔"

حضرت ابوایوبؓ نے عرض کیا "فَاِنِّیْ اَکْرَہُ مَاکَرِھْتَ" جو حضور کو پسند نہیں اسے میں بھی ناپسند کرتا ہوں۔

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لہسن اس کی بو کی وجہ سے پسند نہیں تھا کیونکہ وہ منہ میں ایک عجیب سا ذائقہ پیدا کردیتا ہے)۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر پہنچی تو حضرت ابوایوبؓ نے آپ کا سامان اتارا اور فوراً اپنے مکان میں لے گئے۔ جب دیگر لوگوں نے اصرار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاں اس کا سامان ہو آدمی وہیں قیام کرتا ہے چنانچہ سب خاموش ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوایوبؓ کو اپنی نعمتوں سے نوازا۔

بعض دوسری روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات فخر موجودات عمداً حضرت ابوایوبؓ کے گھر ٹھہرے کیونکہ ابوایوبؓ بنو نجار کے رئیس تھے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے قربت تھی لیکن اس بات کو واضح نہیں کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی دوسرے رئیس کے ہاں کیوں نہیں ٹھہرے۔ یہ سعادت حضرت ابوایوبؓ کو ہی کیوں نصیب ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ شرف حضرت ابوایوبؓ کو بخش دیا تھا یا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم عمداً ان کے ہاں ٹھہرے ہوں بہرحال اللہ کی رضا کے بغیر کچھ نہیں ہوا۔ فی الحقیقت سرورِ کونین کی میزبانی کے لیئے رب العزت کی طرف سے حضرت ابوایوبؓ کا انتخاب ان کی عظمت کی دلیل ہے۔

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا۔

بقیہ: برما کے مسلمان

دنیا کے مسلمانوں سے تعاون کے سلسلہ میں ان کی رائے یہ ہے کہ برما کے مسلمان علمی طور پر بہت پیچھے ہیں اور اکثریت ان کی غیر تعلیم یافتہ کی ہے۔ اس کی وجہ غربت اور پسماندگی ہے۔ دُنیا کے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اس سلسلہ میں ان سے تعاون کریں۔ ان کے لئے کتابیں، قرآن مجید دینی مطبوعات مہیا کریں۔ ان کے علاقوں میں اسکول مدارس، کالج وغیرہ کھلوائیں اور اس سلسلہ میں مالی امداد فراہم کریں۔ جمعیۃ علماء اسلام اس سلسلہ میں کام کررہی ہے۔ جب مسلمان علمی طور پر ابھرے گا تو پھر سرکاری دفتروں اور محکموں اور دیگر جگہوں پر وہ پہنچے گا تو پھر اس کی آواز زیادہ مؤثر طور پر سُنی جاسکے گی۔

پاکستانی عوام کے بارے میں انہوں نے فرمایا کہ ہماری نظریں ہمیشہ پاکستان کی طرف لگی رہتی ہیں اور ان کی خوشحالی اور ترقی ہمیں اپنی خوشحالی اور ترقی محسوس ہوتی ہے اور ان کی تکلیف پر ہمیں صدمہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کو اسلام کا مضبوط قلعہ بنائے۔

مراسلہ نگار توجہ فرمائیں

ایڈیٹر کے نام مراسلات کے صفحہ پر صرف وہی مراسلات شائع کئے جاسکتے ہیں جو مختصر صاف اور کاغذ [illegible]

آخری قسط

د. م. شاکر ایم۔ اے
شعبۂ عربی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

جدید عربی ادب کا ارتقا

انقلاب:

۵۶۷ھ میں سلطان صلاح الدین ایوبی رحؒ نے مصر فتح کیا۔ اس نے شیعی فقہ کی بجائے شافعی رحؒ فقہ کو مروج کیا۔ عباسی خلفاء کا خطبہ جاری کرایا گیا۔ جامعہ مذکورہ کو گمراہ کن فاطمی شیعی عقاید سے پاک و منزہ کر کے مذاہب اربعہ کے فقہ کو مروج کیا۔ علوم لغوی اور ادبیات کا اضافہ کیا گیا۔ ریاضیات و طبعیات کے علوم بھی شروع ہوئے۔ خاندانِ غلاماں کے عہد میں ہر عالم یہیں سے سیراب ہو کر اور ہر ادیب و شاعر اسی جامعہ سے فن کمال حاصل کر کے عالم اسلامی کے واحد منور شدہ اور منور کنندہ ادارے سے نکلتا۔ عہد عثمان میں پھر رفتار سست گام ہوئی۔ نپولین کے عہد میں مصر خوابِ غفلت سے بیدار ہوا۔ مگر قدیم و جدید کے درمیان ایک وسیع خلیج حائل ہو گئی۔ مصر میں دو ثقافتیں باہم برسر پیکار ہیں ایک قدیم کتب کی، دوسری مغربی اور جدید تعلیم پر مبنی۔

۱۳۰۵ھ میں شیخ انبابی کے عہد میں نئے دور کے تقاضوں کے مطابق پرانا حلیہ محمد علی پاشا نے بگاڑ دیا اور ہر قسم کے علوم و فنون کی تدریس ہونے لگی۔ بعد ازاں سید جمال الدین افغانی کے شاگرد رشید مفتی محمد عبدہٗ نے جامعہ ازہر کو مزید ترقی سے ہمکنار کیا۔ اس کی اصلاح کی اگرچہ ازہریوں نے اس کی مزاحمت کی مگر ان کی بات سُنی اَن سُنی کر دی گئی اور اصلاح جاری رہی۔

جمال عبدالناصر کے عہد میں تجدد اور نیا پن ابھرا اور ہر قسم کے نئے علوم کی تدریس شروع ہوئی۔ عربی اور اسلامی علوم کے علاوہ مختصر تاریخی، سائنسی اور تکنیکی علوم شروع ہوئے۔ جامعہ ہذا کی **منفرد خصوصیت** یہ ہے کہ اس نے قرآن حکیم کی فصیح و بلیغ زبان عربی کی حفاظت اور نگہبانی کی، اور اس کی ترویج و اشاعت اور ارتقاء و انشاء کے لئے وہ بے نظیر کارنامہ سرانجام دیا جسے عالم اسلام کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ ظلم کے متعلق کہا گیا ہے **الظلم ان دام دمّر** اگرچہ گردشِ دوراں اور مرورِ زمانہ سے معاہد علوم پر تالے پڑتے رہے اور خزائن کتب کو نظر انداز کیا جاتا رہا، لیکن جامعہ ازہر شریف علوم اسلامیہ اور لغت عربی کی تدریس میں سلیم احترام دین کی بدولت اس اندھیرے سے محفوظ رہی (تاریخ الادب العربی جلد اول) احمد امین بک وغیرہ

ARE IV 156-7.1

یا اس وجہ سے کہ جب ظلم کے ہاتھ اس مادر گیتی علوم کی طرف کسی بُری نظر سے دیکھتے ہیں تو پورا عالمِ اسلام طیش میں آجاتا ہے"۔

انہوں نے قرآن کی زبان کو زندہ رکھا۔ جدید علوم ادب عربی کے لکھنے والوں کو نمونۂ کلام مہیا کیا اور اس کی نشو و نما کی خاطر ایک ایسا اہم کردار ادا کیا اور نمونۂ جدت میں بے مثال خدمات سرانجام دیں۔

تعلیمی سلسلہ:

مختلف شعبوں میں منقسم ہے۔ پہلا مدرسہ ابتدائی دوسرے مرحلے پر ثانوی اور اعلیٰ درجے کے لئے تخصص کی غرض سے کلیۃ الشرعیہ، کلیۃ اللغۃ العربیہ اور کلیہ اصول الدین ہے۔ اس کا رقبہ بارہ ہزار میٹر اور آمدنی ہزاروں پونڈ ہے۔ طلباء کی تعداد دس ہزار سے متجاوز ہے۔

محمد علی پاشا کے دورِ اقتدار میں شیخ الازہر شیخ عروسی نے علم طب کو بھی جامعہ ہذا میں مروج کرنے کی کوشش کی لیکن موت نے انہیں مہلت نہ دی۔

تبصرہ: جہاں تعلیم کی طرف بلانے والوں کو جادوگر تصور کیا جاتا تھا وہ اب احترام کے دائرے میں آگئے۔

اس سے قبل قدیم ترین یونیورسٹی الجامعہ الزیتونیہ تیونس میں موجود تھی۔ دوسرے مرحلہ پر چوتھی صدی ہجری میں جامعہ القرویین بھی وجود میں آئی جو کہ مراکو میں واقع ہے۔ جوہرالصقلی (سسلی) نے قاہرہ کی بنیاد کیسے رکھی یہ ایک الگ لطیفہ اور دلچسپ کہانی ہے۔ ساتھ ہی اس نے جامعہ ازہر کو مسجد کی صورت میں تعمیر کرایا۔ اور مسلمانوں کی **امتیازی عبادتگاہ** کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ ان کا سب کچھ مسجد ہی ہوتا ہے۔ یورپ نے اس کی نقل اتاری اور مسجد کی طرح گرجے سے ملحقہ جگہ تعلیم و تعلم کا سلسلہ شروع کیا چنانچہ عبادت گاہ کے ساتھ درسگاہ بھی لازم قرار دی گئی۔

انگلینڈ اور **یورپ** نے شاید جامعہ ازہر کی پیروی کرتے ہوئے اکسفورڈ کیمرج اور دوسری یونیورسٹیوں کی تاسیس گرجے سے شروع کی۔ بجا طور پر ہے۔

دانہ از صحرائے نشیناں کاشتند
حاصلش افرنگیاں برداشتند

تمثیل یا اداکاری ACTING

تمثیل ۱۸۵۰ سے پہلے عربی زبان میں

غیر متعارف تھا اور اسے مشرق میں شامیوں نے تحریر کیا۔ اس میں حصہ لینے والے اور اداکار عموماً غیر ملکی یونیورسٹیوں سے تعلیم یافتہ افراد ہوا کرتے تھے۔

سب سے پہلی کی ایکٹنگ مارون نقاش نے ۱۸۵۵ء میں کی۔ سب سے پہلا ڈرامہ عربی زبان میں ۱۸۴۷ء میں پیش کیا گیا۔ جب اسمٰعیل پاشا تخت نشین ہوا تو اس نے ادباء، فضلاء اور فنکاروں کی حوصلہ افزائی کے علاوہ دامے، درمے اور سخنے امداد کی۔ اسماعیل پاشا کے عہد میں نہر سویز کی افتتاحی تقریب کے بعد ڈرامے دکھانے کا ہی کام کیا۔ خدیوی تمثیل خانہ "اوپرا ہاؤس" کی بنیاد ڈالی۔ اسی دوران اطالیہ کے غنائی تمثیل نگار وردی VERDI نے مشہور سانگ VIDO تیار کرایا تھا۔ اور اس میں کھیل کے لئے یورپین کی ایک جماعت کو دعوت دی "عائدہ" نامی پہلا فرانسیسی ڈرامہ دکھایا گیا۔ مصر میں شامی ادیبوں کی ایک جماعت آئی جس میں نقاش سلیم اور ادیب اسحاق تھے اور اس نے ۱۸۷۶ء میں اسکندریہ کے زیزینیا تھیٹر میں متعدد ڈرامے پیش کئے لیکن عوام میں ناپسندیدگی کی وجہ سے واپس چلی گئی۔ اسماعیل نے تمثیل خانہ کھولا اور "بزالظالم" پہلا ڈرامہ پیش کیا لیکن یہ چونکہ سرمایہ داروں اور حکمرانوں کی ملکیت تھا لہذا صرف امراء و حکام ہی مستفیض ہوتے تھے۔ لیکن جب اسکندر فرح نے شارع عبدالعزیز میں اپنا تھیٹر بناکر **شیخ سلامہ** کو اپنے ساتھ ملالیا تو یہ فن **عوام کا فن** ہوگیا۔

مسلمانوں کا ناز علم وادب پر ایسا تھا کہ وہ دوسری اقوام کی ایسی اشیاء اپنی زبان میں منتقل کرنا گوارا نہ کرتے تھے جس کی وجہ سے صنائع سخن میں ناٹک کا عنصر مفقود تھا۔ یہ اس جدید دور کی بات ہے کہ مصر میں اس کا آغاز ہوا۔ تمثیل نگاری نے ایک اہم کام یہ بھی کیا کہ اعلیٰ درجے کے شاعروں کے منظوم کلمات و تمثیلات تصنیف کیں۔ ان افسانوں میں مشکل سے ہی کوئی موضوع رہ گیا ہوگا۔ ڈراموں میں ان کی معاشرت کے خدوخال، ان کے مشاغل، تفریحات، خوشیاں اور غم کے مواقع حقیقت پسندانہ پیش کرتے ہیں۔

جدید عربی ادب میں افسانے کا آغاز منفلوطی نے کیا ہے۔ منفلوطی ڈرامہ کا سرخیل رائد اور کمال دحیرانگی دکھانے والا ہے۔ عربی زبان کے ماہرین کہتے ہیں۔ **المنفلوطی رائد فی قصہ العربیۃ**۔ منفلوطی نے دوقسم کے ڈرامے موضوعہ اور مترجمہ پیش کئے ہیں۔

مصر میں رائج الوقت عربی ادب کی ترویج کے لئے ہر دفتر میں **قلم الترجمہ** کا محکمہ ہوا کرتا تھا منفلوطی مصر کی قومی اسمبلی میں انگریزی، فرانسیسی اور دوسرے ممالک کے علماء کے ہجرمٹ میں اسمبلی کا نگران یا سپرنٹنڈنٹ تھا۔ اس کا ترجمہ باکمال و بے نظیر فن کے علاوہ فصیح و بلیغ عربی زبانوں میں اپنا مخصوص ادیبانہ لہجہ استعمال کیا۔ اس طرح زبان عربی کو فروغ ملا۔ ترجمہ کے کمال میں ایسا ماہر تھا کہ مترجم کی بجائے ایک مصنف کا درجہ حاصل کرلیا۔

منفلوطی ایک EXTREMIST انتہاپسند نقاد، معاشرے کی برائیوں میں نشتر چبھونے والا اور زمانے کے تقاضوں کے مطابق افسانہ نگار ہے۔ (تفصیل کے لئے منفلوطی کے منفرد مضمون میں بحث ہوگی انشاءاللہ)

المدارس:

محمد علی نے محسوس کیا کہ جامعہ ازہر میں علوم اسلامیہ اور عربی زبان کے علاوہ علوم حرب و ضرب اور طب و ریاضت کو نہ پایا تو اس نے مختلف مدارس کھولے اور ان کو مندرجہ ذیل تین حصوں میں تقسیم کیا۔

۱۔ ابتدائیہ
۲۔ تجہیزیہ
۳۔ خاصہ

تعلیم کے لئے بڑے بڑے علماء کو منگوایا اور سب سے پہلے **مدرسۃ الطب** MEDICAL SCHOOL وجود میں لایا گیا۔ اس کی بنیاد ۱۸۲۷ء میں رکھی گئی۔ ابتدا میں اس کے قیام کا مقصد اول مصری افواج کا علاج و معالجہ تھا۔ بعدازاں محمد علی نے فوج اور سول دونوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے استعمال کیا۔ مورخین کے بیان کے مطابق اس مدرسہ کی وجہ سے علم کا ذخیرہ مدوّن ہوا۔ اس مدرسہ میں تدریس کے لئے فرانسیسی اور انگریزی اساتذہ منگائے گئے اور فوری طور پر ان کے لیکچروں اور خطبوں کی ٹرانسلیشن کا انتظام کیا گیا اور ساتھ ہی ساتھ اسی وقت کتابی صورت میں ترجمہ شائع کرنے کا انتظام کیا گیا۔ اس طرح عربی زبان میں بہت سا ذخیرہ الفاظ اور مولد الفاظ جمع ہوگئے۔ جدید طبی حروف کا ترجمہ ہوا فرانس کے مشاہیر فضلاء میں سے ڈاکٹر کلوت بک کی سرکردگی میں شاندار کام ہوا۔ پھر اس مدرسہ کو احیاء لغت عربیہ اور ثقافتِ جدید کے ساتھ ملا دیا گیا۔

۲۔ محمد علی اور مدرسۃ الالسن:

محمد علی نے مترجمین کی ایک کمیٹی بنائی کیونکہ طلباء کو ترجمے کی سخت ضرورت تھی۔ اس کمیٹی نے کتب عسکریہ اور طبیہ کو عربی زبان میں منتقل کیا۔ یہ ادارہ رفاعہ بک طحطاوی کی ادارت میں رہا یہاں تک کہ مترجمین کی ایک جماعت پیدا ہوگئی۔ جنہوں نے اجنبی علوم کا ترجمہ عربی زبان میں کردیا ہم اس کو (SCHOOL OF LANGUAGES) بھی کہہ سکتے ہیں۔ پاشا نے علم عربی کی ترویج کا جو سلسلہ قائم کیا یہ اسی کی ایک شاخ اور حصہ تھا۔ لوگوں کو پاشا زبردستی عربی زبان وادب کی تعلیم دلانے کے لئے گھسیٹ گھسیٹ کر علمی مراکز کی طرف لایا کرتا تھا۔ علم وادب کے وفود کی یہ پہلی اور آخری مثال ہے۔

۳۔ قلم الترجمہ

DEPARTMENT OF TRANSLATION

محمد علی کے عہد زریں کی شاندار یادگار تھا۔ رائل سیکرٹیٹ کا کام سرکاری خطوط یعنی (GOVERNMENT LETTERS) اور سرکاری دستاویزات (GOVERNMENT DOCUMENTS) کا شستہ، سہل اور عام فہم ترجمہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ اور بہت سی اصطلاحات کو عربی زبان میں ترجمہ کیا گیا۔

۴۔ مدرسۃ الدار العلوم یا

دار العلوم المصریہ:

اس کا سب سے بڑا کام تربیت یافتہ اساتذہ (TRAINED TEACHERS) کی تیاری تھا۔ دار العلوم مذکورہ کے اساتذہ فصیح و بلیغ عربی زبان سیکھتے تھے اور عربی زبان کی بول چال اور اسے مروج کرنے کی تاکید کرتے۔ اس کے ردعمل اور نتیجہ کے طور پر یہ لوگ زبانِ عربی میں خاصی پریکٹس اور اچھی مہارت حاصل کر لیتے تھے۔ اس میں جامع ازہر کے شیوخ و اساتذہ کا اہم رول اور شاندار کردار ادا کیا گیا۔ دار العلوم کے تمام شاگرد دیگر یونیورسٹیوں سے سبقت لے جانے والے تھے اس لئے اس مدرسہ کی بہت فضیلت ہے۔ تالیف و کتابت، نشر و خطابت۔ ادب کے ارتقاء اور لغت عربی کی ترقی میں عربی ادب کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔

۵۔ الجامعۃ المصریۃ:

مصری لوگوں کو احساس ہوا کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کریں اور شہروں میں علم و ادب ارتقاء کی منازل طے کر سکیں۔ اس غرض سے ان کا ایک گروہ باہمی صلاح و مشورہ کے لئے جمع ہوا۔

مصریوں نے جامعہ اہلیہ کی بنیاد رکھی اور مالی امداد میں بہ نفس نفیس قربانی کے علاوہ دو مردوں اور مصر کے پڑوسیوں کو بھی پکارا جس کی آواز پر لبیک کہی گئی۔ ۱۹۰۸ء میں جامعہ مصریہ وجود میں آئی اور تدریس کے لئے احمد فواد نے علماء ادباء میں سے مصر کے ایک گروہ کو منتخب کیا یہی وجہ ہے ادب میں اس کو جامعہ ازہر سے بھی زیادہ بلند درجہ ملا خصوصاً فلسفہ اور ادب کی تدریس میں اس جامعہ نے کمال کر دکھایا اس میں بڑے بڑے مستشرق علماء آئے۔ ۱۹۲۵ء میں اس کی تعمیر میں اضافہ کیا گیا۔ اس کے ساتھ طب۔ ہندسہ۔ زراعت۔ تجارت۔ طب انسان کو بھی شامل کیا گیا۔ جب اس کی تعداد طلباء میں زیادتی ہوئی تو اسکندریہ میں ایک اور سکول کھول دیا گیا جس کا نام فاروق اول تھا گیا۔ مذکورہ بالا دونوں عظیم علمی ادارے بشمول جامع ازہر علم کے مینار تھے۔

۶۔ مجمع العلمی العربی:

اگر لبنانی صحافت، تمثیل اور ترجمہ میں ترقی کی منازل طے کر رہے تھے تو سوریوں نے مجمع العلمی العربی، عربی زبان کی ترویج کے لئے بنایا۔ ۱۹۱۹ء میں دمشق میں مجمع العلمی العربی کی بنیاد رکھی گئی۔ استاد محمد کرد علی کی سرپرستی میں کام شروع کیا۔ جدید علمی اصطلاحات جمع کی جاتی تھیں۔

۷۔ مجمع فؤاد الاول

اللغۃ العربیہ:

وزارت المعارف عمومیہ کے تحت مجمع لغت عربی ۱۹۳۲ء میں قائم ہوا جس کا مقصد

۱۔ لغت عربی کے تقدم اور افضلیت کو اجاگر کرنا۔
۲۔ جدید عربی لہجے کو مصر اور دوسرے بلاد کے لہجوں سے منسلک کرنا۔
۳۔ لغتِ عربی کی تاریخ مرتب کرنا اس میں پیچیدہ تاریخی ابحاث کی تفصیل و توضیح بیان کرنا۔
۴۔ لغت عربی کی حفاظت اور علوم و فنون میں مکمل ہونا دورِ جدید میں زندگی کی تمام ضروریات کو پورا کرنا۔

۸۔ مدرسہ حربیہ اعدادیہ:

محمد علی پاشا نے اس کی بنیاد ۱۸۱۵ء میں رکھی۔ اس میں پہلے پہل طلباء غیر مصری تھے وہ کامیابی سے ہمکنار نہ ہو سکے تو اس مدرسہ میں مصریوں کو داخل کیا گیا۔ اس میں اکثر اساتذہ فرانسیسی تھے۔ ۱۸۱۳ء میں نوجوان کیبڈٹوں کا ایک گروہ جنگی فنون سیکھنے کے لئے اٹلی بھیجا گیا۔ ۱۸۱۸ء میں ایک دوسری جماعت ٹیکنیکل علوم حاصل کرنے کے لئے انگلستان ارسال کی گئی۔

مدرسہ ہذا میں تین سال کا کورس مکمل ہونے کے بعد طلباء سے امتحان لیا جاتا اور ان کو ڈگریاں دی جاتی تھیں۔ جرجی زیدان نے تاریخ مصر کے تذکرہ میں مفصل نام اور ادارۂ علم کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

۹۔ اسمائے رسائل:

۱۸۷۰ء میں روضۃ المدارس

۱۸۷۶ء میں الاہرام، ۱۸۷۷ء میں فرقہ وارانہ اقتدار پرست الوطن۔ جریدہ مصر ۱۸۸۰ء میں المحروسہ ۱۸۸۸ء میں المقیم اور اسلامی خدیوی المؤید۔ اسلامی وطنی اللواء۔ الجریدہ۔ الشعب۔ السیاسۃ۔ البلاغ۔ الجہاد۔ کوکب الشرق المصور۔ اللطائف المصورۃ المقتطف الہلال وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

۱۰۔ مصر وجہ ترجیح:

الاہرام سب سے پہلے فرانسیسی اور عثمانی سیاست کا محرک تھا۔ جنگ عظیم کے بعد مصری ہو گیا۔ ۱۸۷۷ء میں فرقہ وارانہ رسالہ اقتدار پرست نکالا گیا۔ اسی طرز پر ۱۸۸۰ء میں جریدہ مصر نکلا اور المحروسہ وجود میں آیا۔ یہ دونوں رسائل مشہور ادیب اسحاق کی زیرنگرانی تھے۔

۱۸۸۸ء میں انگریزوں کے قبضہ کے بعد اقتدار پرست اور حکومت کا حمایتی "المقیم" معرضِ وجود میں آ گیا۔ اسی عرصہ کے دوران "المؤید" اسلامی خدیوی نے منصہ اشاعت میں جلوہ گری کی۔ اللواء اسلامی وطنی رسالہ بھی نکلا۔

دیگر کثیر الاشاعت

اسلامی ماہنامے:

الجریدۃ الشعب۔ السیاسۃ۔ البلاغ۔ الجہاد اور کوکب المشرق سب سے زیادہ شائع ہونے والے قاہرہ سے نکلتے تھے جن میں بیشتر اب بند کئے جا چکے ہیں ان میں الرسالہ المطور اور اللطائف کی طرح ہفتہ وار رسائل بھی تھے۔ الہلال بھی قابل ذکر ہے مگر

یہاں حاصل بحث بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ پالیسی، ادارت، اسلوب تحریر، تاثیر میں اعتراف فضیلت کے باوجود ترجیحی طور پر صحافت و انشاء اور ترجمے کے باب میں شام بھی مصر کے ہم پلہ اور مساوی تھا۔ سب سے مقدم الوقائع المصریۃ کی چنگاری نپولین لایا تھا اور محمد علی پاشا نے اس میں پھونکیں مار مار کر اس کو بھڑکایا۔

صحافت نے گویا ترویجِ جدید ادب عربی میں شاندار پارٹ ادا کیا۔

مجمع اللغۃ العربیہ اور المجمع العلمی کا قیام:

جدید تحقیقات کی روشنی میں ۱۴ شعبان ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۳ دسمبر ۱۹۳۲ء کو قاہرہ میں تعلیمی وزارۃ کی طرف سے المجمع اللغۃ العربیہ معرضِ وجود میں لانے کا شاہی فرمان صادر ہوا۔ اس سے قبل شامیوں نے سخت تکالیف، غلامی اور تنگ حالی کے باوجود اکادمیوں (تحقیقی اداروں) کی بنیاد رکھی۔

مجمع اللغۃ العربیہ کے اغراض و مقاصد:

۱۔ زبانِ عربی کی سالمیت و حفاظت کرنا اور علوم و فنون کے بڑھتے ہوئے تقاضوں کو پورا کرنا۔

۲۔ ادب عربی اور فصاحت و بلاغت کو عصر حاضر کی عمومی ضروریات و حوائج سے ہم آہنگ کرنا، خصوصاً لغات کو تفصیل و توضیح سے شائع کرنا جن کا استعمال یا ترک استعمال ضروری ہو۔

۳۔ عربی زبان کی تاریخِ لغت تیار کرنا اور بعض کلمات کی تاریخ سے اور بعض دقیق بحثیں اور ان کے مدلولات کی تغیر بیان کرنا۔

۴۔ مصر اور دیگر ممالک یورپ کے جدید عربی لہجوں اور بولیوں کا باقاعدہ علمی مطالعہ کرنا۔

۵۔ تمام مسائلِ حاضرہ پر غور و خوض اور تحقیق و تفتیش کرنا جن کا تعلق عربی زبان سے ہو۔ اس غرض کے لئے حکومت وقت سے باقاعدہ اجازت لی گئی۔

غرضیکہ اس میں عربی ادب کے ارتقا کے لئے ماہرین کو اصول و بحث اور مطالعہ کی تلقین کی گئی۔ اس نے نئی علمی اصطلاحات وضع کیں بعض انتظامی امور کی طرف اصلاحی توجہ دی گئی اور من حیث الامکان دفاتر کی زبان کو درست کیا گیا حتی کہ ادیبوں، شاعروں مقررین کی غلط اصطلاحات کو درست اور نشان دہی کی گئی۔ المجمع العلمی نے معتدد مؤلفین اور مترجمین کی کاوشوں میں بھی دستِ تعاون بڑھایا۔

اس اکادمی نے اپنے علمی مفادات معتبد مقالات اور تحقیقی خطبات شائع کرنے کے لئے ایک ماہنامہ بھی جاری کیا۔

مجمع اللغۃ العربیہ کی **مجلس عاملہ** بیس اراکین پر مشتمل تھی جن کو قومیت کی قید کے بغیر دنیا کے معروف علمی حلقوں سے طلب کیا گیا محققین مختلف لوگ تھے اور وہ عوام کی متفرق بولیوں اور لہجوں پر علمی تحقیق کرتے۔ اس کے دس ارکان مصری ہوا کرتے تھے۔

طباعت یا پریس:

۱۸۶۳ء میں پریس اور چھپائی کا آغاز ہوا سب سے پہلے گوٹم برگ نے مشرقی زبانوں کے ٹائپ ڈھالے۔ ۱۹۱۴ء میں عربی کی پہلی ٹائپ اور چھپائی منصۂ شہود پر آئی۔ مطبعہ الجوائب آشانہ کے مالک احمد شدیاق نے گرانقدر علمی کتب ملک شام وغیرہ تک چھپوائیں۔

۱۷۹۸ء میں نپولین کے عہد میں طباعت یا پریس کا سلسلہ جاری تھا مگر یہ احکام و فرامین شائع کرنے کے لئے مخصوص رہا۔ اس کا نام المطبع الاھلیۃ رکھا گیا مگر یہ نپولین کے ہمراہ ہی واپس چلا گیا۔

اس کے بعد ۱۸۲۱ء میں محمد علی پاشا نے مطبعہ بولاق تعمیر کیا۔ نقولا سابقی مجابئی کے نام کر دیا۔ آج تک علمی ادبی کتب شائع ہو رہی ہیں علم و ادب پھیلنے کا جذبہ پھیلنے لگا۔

تنگ حال غلامی کے دوران یورپی تہذیب کی آمد کے باوجود اداروں اور انجمنوں کی بنیاد رکھی گئی۔ مصر نے ترجمۂ صحافت و اداکاری میں پہل کی۔ شام کی ادبی تحریک کے قائد، وزارتِ تعلیمات عامہ اور مجمع علماء کے صدر کی کوششوں نے وہ تمام مسائل بروئے کار لائے جو عربی ادب کو ترقی دینے میں کارگر اور مفید ثابت ہو سکتے تھے۔ اصول و بحث و مطالعہ کی تلقین کے ساتھ ساتھ نئی علمی اصلاحات کی طرف خاص توجہ دی گئی۔

تعلیم و تصنیف:

محمد علی پاشا نے فرانس کے علماء کی جماعت میں ڈاکٹر کلوٹ بک طبیہ کالج کے موسس اور گوماربک مصری مشن کے مہتمم جیسے فاضل آدمیوں کو بلایا گیا۔ اس سے قبل نپولین مجمع العلمی میں ریاضیات اقتصاد السیاسی، طبیعیات، آداب و فنون کو مروّج کر چکا تھا۔ اس مجمع نے مصر اور اس کے تاریخی آثار کو دبیز اور تاریک پردوں سے نکالا۔ اس کا تذکرہ ہو چکا کہ مصر پر نپولین کا حملہ جنگی کی نسبت علمی غرض سے زیادہ تھا۔

طلباء بیرونی ممالک میں:

مختلف مدارس سے فارغ التحصیل طلباء مزید تحقیقات اور استفادہ علمی کے لئے گئے انہوں نے **خُذ الحکمۃ انّٰی کانت اور الحکمۃ ضالّۃ المومن من حیث وجدھا؛ فھو احقُّ بھا** کے مصداق اپنی متاع گم گشتہ کے حصول کے لئے پوری کوشش کی اور آخر کار ان کی کوششیں رنگ لائیں۔

یہ وفد عموماً چالیس یا پچاس افراد پر مشتمل ہوتا تھا۔

کہاں امید کی کرن

کہاں قابلِ صد رشک ترقی:

انگریزوں اور فرانسیسیوں کے حملوں کے باوجود مصری نجات دہندہ شخصیت کارنامے گذر چکے جس نے اولاً لوگوں کو جبری تعلیم کی طرف بلایا اپنے عہد کے دوران ڈاکٹر کلورٹ بک طبیہ کالج کے موسس اور گورماربک مصری مشن کے مہتمم جیسے

فاضل کو مزید تحقیقات کے لئے فرانسیسی درسگاہوں میں ارسال کیا گیا۔ سب سے پہلے ۴۴ طلباء کی تعداد **تعلیمی وفود** کو باہر ارسال کیا گیا۔ جنھوں نے فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنے ملک میں تعلیمی کام شروع کر دیئے۔ تعلیمی وفود صرف ازہر شریف کے علماء پر مشتمل ہوا کرتے تھے۔

جامعہ ازہر کا تذکرہ گزر چکا۔

اجمالی تبصرہ:

مصر میں نپولین کی لائی ہوئی چنگاری کو محمد علی نے پھونکیں مار مار کر بھڑکایا حتیٰ کہ دُور دُور تک شعلے پہنچ گئے جس سے خشک سوتے جاگے اور سرسبز ہو گئے اور گھپ اندھیرا چھٹ گیا۔ علوم عربیہ کا احیاء ہوا اور اس میں زندگی کی نئی لہر دوڑ گئی جب کہ لسانیات کا معاملہ کسمپرسی کے عالم میں تھا۔ جنگی۔ طبی۔ صنعتی اور ریاضی علوم کی طرف نسبتاً زیادہ توجہ دی گئی۔ عربی زبان کے مخلص ناپید تھے۔ شیخ حسن عطار۔ بطرس رامہ، سید علی درویش۔ رفاعہ ابن طبطبا دی جیسے ماہرین ادب اسلوب بیان اور جدت عربی کے لئے کوشاں رہے۔

علوم و آداب طب و انجینئرنگ فوجی تربیت کے ادارے معرض وجود میں آئے۔ تعلیمی وفود محمد علی کے دور میں دوبارہ یورپ جانے لگے۔ جداگانہ محکمہ تعلیمات کی بنیاد رکھی گئی۔ مؤلفین کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ امن و امان کا دور دورہ ہوا۔ تجارتی اور سیاسی تعلقات قائم کرنے کے لئے باہر سے لوگ جوق در جوق آئے۔ علماء اور ادباء کا مصریوں سے اختلاط ہوا۔ چھاپہ خانوں کی [illegible] ہوئی۔ مدرسوں کی فراوانی۔ صحافت میں توسیع ڈراموں میں اداکاری کو فروغ حاصل ہوا۔ مختلف علوم کے تراجم ادبی مجالس اور علمی اداروں اکادمیوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔ غیر ملکی زبانوں کی تعلیم شروع ہوئی۔ یورپی تہذیب کی آمد آمد ہوئی۔ شخصی آزادی کا تعارف اور ان اسباب نے طبیعتوں افکار و اعمال کو علوم و فنون سے مالا مال کر دیا۔ مصری زبان کو ترقی اور علم کو نئی زندگی بخشی گئی۔

اگرچہ ۱۸۸۲ء میں مصر پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ اٹھنے، ابھرنے، پڑھنے اور ترقی کرنے کا دور شروع ہوا۔ جلتی آگ پر پانی ڈال دیا گیا۔ یا یوں دوال پانی کے تیز دھارے کے سامنے بند باندھ دیا گیا۔ اسماعیل پاشا کے آخری دور تک تحریک علمی کا حلقہ وسیع ہو گیا۔ مدارس بڑی تعداد میں ترقی کرنے لگے۔ عربی زبان ذریعہ تعلیم بنی۔ بعد میں ترقی کی راہیں مسدود ہو گئیں۔

تعلیم کا رخ پلٹ دیا گیا۔ بیرونی ممالک میں تعلیمی وفود نہ گئے۔ مختلف زبانیں سکھانے والے ادارے بند کر دیئے گئے۔ مفت تعلیم کا سلسلہ پھر منقطع ہو گیا۔ عربی زبان، زبان بے کسی کے عالم میں چھوڑ دی گئی اور انگریزی زبان ذریعہ تعلیم قرار دی گئی۔

لیکن مصری قوم

اپنے قدموں پر کھڑا ہونا اور اپنے نظریات کا تحفظ کرنا جانتی ہے۔ اس نے دیکھا کہ دنیا ترقی کر رہی ہے لہذا اس نے اپنے فرزندوں کی تعلیم و تربیت کا بندوبست خود کر دیا۔ عربی پھر مدارس میں عود کر آئی۔ طلباء کی جماعتوں نے یورپ اور انگلستان میں حصول تعلیم کے لئے اور بہترین کامرانی کے لئے بہترین کوشش کیں۔ قومی و شاہی مدارس کی کثرت ہو گئی۔

۱۹۱۹ء میں مصری قوم نے انگریزوں کے خلاف کامیاب بغاوت کی اور اس بغاوت کی گونج دنیا کے کونے کونے میں گونجی اور اس نے جمود و سکوت کی رہی سہی کسر پوری کر دی۔

عہد صحافت:

فرانسیسیوں سے پہلے مصر میں صحافت نہ تھی۔ فرانسیسیوں کے عہد میں سب سے پہلا رسالہ التنبیہ نکالا گیا۔ دوسرا الوقائع المصریہ تھا۔ الوقائع المصریہ بالتحقیق پورے مشرق میں پہلا رسالہ تھا۔ دوبارہ محمد علی مرحوم نے اس کی انشا پردازی کا حکم صادر کیا۔ الوقائع المصریہ پہلے ترکی زبان میں تھا بعد ازاں عربی۔ ترکی دونوں زبانوں میں شائع ہوا۔ آخر میں خالص ترکی زبان بن گیا۔ اس میں امور حکومت۔ حوادث و واقعات اہم اخبار۔ ادبی و اجتماعی مقالات وغیرہ نشر ہوتے۔ سید شہاب الدین الشیخ اور حسن عطار مفتی محمد عبدہ جیسے فضلا اس کے مدیر رہے۔

عہد اسماعیل میں صحائف اور مجلات علمیہ کی انشاء ارتقاء میں یعقوب پہلی مرتبہ عربی رسالہ شروع ہوا۔ ۱۸۶۶ء میں اسمٰعیل آفندی نے وادی نیل کے نام سے رسالہ جاری کرنے کا حکم صادر کیا جو کہ ہفتہ میں دو بار شائع ہوا کرتا تھا۔

ابراہیم المویلحی بک عثمان کی کوششوں سے نزہتہ افکار جاری ہوا۔ لہذا اپنے شدید لہجے اور ترش تنقیدوں سے جو کہ حکومت کے خلاف تھیں اسماعیل پاشا نے اسے ضبط کرنے کا حکم صادر کیا۔

۱۸۷۰ء میں روضۃ المدارس صرف طلباء کے لئے منظر عام پر آیا اور اس میں شک نہیں کہ متعلمین ادب کے لئے اس رسالہ نے شاندار خدمات سر انجام دیں۔

۱۸۷۶ء میں اسکندریہ سے الاہرام شائع ہوا۔ بعد ازاں مصر میں اس کا دفتر منتقل ہو گیا۔

نثر میں صحافت کے ارتقاء کے فوائد

مختلف رسائل اور جرائد کی نشوونما اور طباعت سے جماعت ادباء پیدا ہوئی اور صحافت و طباعت سے ذہن بدل گئے۔ اب کی بار بلاغت میں مافی الضمیر ادا ہونے لگا۔ دائرہ معلومات عامہ وسیع سے وسیع تر ہوا۔ اسباب زندگی میں جہاں کبھی خوف ڈر اور زبردستی تھی وہ کافور ہوئی۔ سیاسی بیداری نے جنم لیا۔ حالات حاضرہ سے واقفیت اور سمع و بصر رکھنے کے لئے واقعات عالم کی گردش اور حالات حاضرہ پر سیر حاصل تبصرہ سے لوگوں میں ایک نیا جوش ولولہ اور مستقل مزاجی کے ساتھ ساتھ وفور علم اور شوق ثقافت ابھرا۔

صحافت میں رسائل و اخبارات گویا چلتے **پھرتے گردش کرتے اور متحرک مدارس** ہیں [illegible] مجلات کی حدود سے آزاد کسی قید سے بالاتر ہوتے ہیں۔ اصلاح و تبلیغ میں تمام وسائل سے زیادہ مؤثر ہوتے ہیں اور ان کا حلقہ نہایت وسیع ہوتا ہے۔ عوام کا حلقہ زیادہ تر انہی سے مستفیض ہوتا ہے۔ عوام تہذیب

ثقافت سے شناسائی حاصل کرتے ہیں اور خواص کی فکریں اور تفکر کی راہیں منظم و مرتب ہوتی ہیں۔ پست ہمتوں میں بلندی اور ارتفاع پیدا ہوتا ہے بگڑی ہوئی زبانیں سدھر جاتی اور ناک و بلیغ ہو جاتی ہیں اور سنوری ہوئی زبانیں ارتقاء کی شاندار منازل طے کرتی ہیں۔

اقوام عالم

واقعات کے محفوظ ریکارڈ ________ سے اپنی تاریخ کو مدون ________ مرتب کرتی ہیں اور اخبارات و رسائل سے تقویم معرض وجود میں آتے ہیں۔

۱۸۵۵ء میں **مراۃ الاحوال** منظر عام پر آیا جس کی ادارت رزق اللہ حلبی کرتے تھے۔ اسی دوران **مدیقۃ الاخبار** خلیل الخوری کی زیر ادارت ۱۸۵۸ء میں نکالا گیا۔

۱۸۶۱ء میں آستانہ سے احمد فارس شریاق نے **الجوائب** نکالا۔

۱۸۶۱ء میں تونس سے **الرائد التونسی** جاری ہوا۔

۱۸۷۰ء میں متعدد علمی و ادبی ماہرین کی جماعت کی زیر نگرانی علمی و ادبی رسالہ روضۃ المدارس نکالا گیا۔



کراچی اسٹیل ملز میں

فراڈ

مکرمی مدیر صاحب !!

تسلیمات :- میں ایک انتہائی اہم مسئلے کی جانب آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں جس کا تعلق بیوروکریٹس اور افسران کی کارکردگی سے ہے جس کے نتیجے میں، میں اور مجھ جیسے ہزاروں لوگ دیانت کی راہ اختیار کرکے شدید مشکلات کا شکار ہو رہے ہیں، امید ہے کہ میری اس مشکل کو شائع کر کے مجھے شکر گزار ہونے کا موقع دیں گے ۔

عبدالرحمٰن

اس حقیقت کا بیان نہ تو کوئی تاریخی انکشاف کی حیثیت رکھتا ہے، اور نہ ہی اس میں کوئی چونکا دینے والی بات ہے کہ پاکستان میں اگر ایک طرف عوام پر عرصۂ حیات تنگ ہے تو دوسری طرف وہ لوگ جن کو بیوروکریسی اور بااثر افراد کی سرپرستی حاصل ہے یا وہ جو رشوت لینے اور رشوت دینے کے لیے ہر وقت آمادہ رہتے ہیں اور جنہوں نے اپنے ضمیر کو تھپک تھپک کر سلا دیا ہے وہ دیکھتے ہی دیکھتے کروڑپتی بنتے ہی چلے جاتے ہیں اور دولت کی اس دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی غرض سے زیادہ سے زیادہ بدعنوانیوں کا ارتکاب کرتے ہیں، ہر شعبہ زندگی میں، ہر محکمے میں، ہر سطح پر سرکاری افسران اور ان کے حواریوں کے ایک قسم کے سنڈیکیٹ (SYNDICATE) بن گئے ہیں جو صرف مطلوبہ افراد کی سرپرستی کرتے ہیں خواہ اس کے نتیجے میں کتنا ہی بڑا قومی نقصان کیوں نہ ہو ۔ اس سلسلے میں ایک چھوٹا سا ذاتی تجربہ بیان کرنا چاہتا ہوں جو پورے ملک میں سرکاری مشینری میں پھیلی ہوئی وسیع بدعنوانیوں اور بے ایمانیوں کی ایک معمولی سی مثال ہے یہ مسئلہ صرف میرا ذاتی ہی نہیں بلکہ ان تمام لوگوں کا مسئلہ ہے جو اثر و رسوخ سے محروم ہیں یا اپنے جوشِ ایمانی اور جذبہ حب الوطنی کے سبب رشوت دینے کے لیئے تیار نہیں ہوتے، میں قوم کے رہنماؤں کی توجہ اس مسئلے کی جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں ۔

پاکستان اسٹیل ملز کارپوریشن کو جہاں سول افسروں اور ریٹائرڈ فوجی افسروں کی ایک لمبی چوڑی کھیپ اعلیٰ اعلیٰ عہدوں پر فائز ہے اور لمبی لمبی تنخواہیں وصول کر رہی ہے روزانہ سینکڑوں ٹن ریت کی ضرورت ہوتی ہے اور اس ریت کے حصول کے لیئے برابر ٹینڈر جاری کیئے جاتے رہتے ہیں، ٹینڈر کی شرائط کے مطابق ایک خاص قسم کی ریت ملیر ندی کے ایک خاص مقام سے نکالنی ہوتی ہے جو اسٹیل ملز سے چودہ میل کے فاصلے پر واقع ہے جس میں سے چار میل تک پکی سڑک ہے اور باقی دس میل کچا راستہ ہے، مزید برآں حاصل شدہ ریت کو ایک خاص جسامت میں لانے کے لیئے اسے چھاننے کی ضرورت ہوتی ہے، ریت نکالنے کی جگہ کا صحیح تعین کرنے کے لیئے ٹینڈرز کے ہمراہ ایک نقشہ بھی مہیا کیا جاتا ہے،

ٹھیکیداروں کا ایک خاص گروہ جو افسرانِ بالا سے پہلے ہی اپنے معاملات خفیہ طور پر طے کر لیتا ہے اتنے کم ریٹ کی پیش کش کرتا ہے کہ مطلوبہ شرائط کی پابندی کرتے ہوئے ایمان داری کے ساتھ کام کرنے والے ٹھیکیداروں کے لیئے کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی اسٹیل ملز کے ہر شعبے میں صرف وہی ٹھیکیدار حصّہ لے سکتے ہیں جو اس شعبے کے لیئے پہلے سے منظور شدہ اور رجسٹرڈ ہوتے ہیں، متعلقہ افسران اپنے منظورِ نظر ٹھیکیداروں میں کام تقسیم کر دیتے ہیں اور یہ ٹھیکیدار اسٹیل ملز سے کوئی پانچ چھ میل کے فاصلے پر واقع برساتی نالوں سے ریت کھود کر لے آتے ہیں اور اسے چھانتے بھی نہیں اس طرح وہ حقیقی اخراجات کی بہت بڑی رقم بچا لیتے ہیں اس گھٹیا اور غیر معیاری مال کو ملیر ندی کی چھانی ہوئی ریت کی جگہ وصول کیا جاتا ہے، اس طرح نہ صرف یہ کہ جائز ٹھیکیداروں کو ان کے حق سے محروم کر دیا جاتا ہے بلکہ سرکاری خزانے پر بھی ڈاکہ ڈالا جاتا ہے اور اس عظیم الشان پروجیکٹ کو غیر معیاری مال کے استعمال کے ذریعے ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا جا رہا ہے دوسرے ٹھیکیدار اس سلسلے میں اس وجہ سے لب کشائی کی جرأت نہیں کرتے کہ وہ دریا میں رہ کر مگرمچھ سے بیر نہیں رکھ سکتے

میں بھی "عبدالرحمٰن اینڈ کمپنی" کے نام سے منظور شدہ کنٹریکٹر ہوں اور اسٹیل ملز کو ریت کی سپلائی کے لیئے دو ٹینڈروں میں حصہ لے چکا ہوں جو ۲۴ فروری ۱۹۷۷ء

اور ۲۰ جولائی ۱۹۷۵ء کو کھولے گئے تھے، میں نے اپنے منسلکہ خط میں اس غیر اصولی عمل کی نشان دہی کر دی تھی جو ریت کی سپلائی میں مروج تھا پہلے ٹینڈر میں مجھے کام نہ ملا تھا اور میں خاموش ہو کر بیٹھ رہا لیکن یہ دراصل میری غلطی تھی۔

جن دنوں دوسرا ٹینڈر کھلا، ان دنوں میں اسٹیل ملز کے لیئے ملکی سے چونے کا پتھر اور کرش لا رہا تھا میرے ساتھ دوسرے دو ٹھیکیدار بھی کام کر رہے تھے مگر میری کارکردگی سب سے اعلیٰ تھی اور میں تنہا روزانہ کوئی تین سو ٹن کے قریب مال فراہم کر رہا تھا اس بنا پر متعلقہ حکام کے لیئے مجھے نظر انداز کر دینا آسان نہ تھا چنانچہ انہوں نے کوشش یہ کی کہ کسی طرح میں بھی ان کے حواریوں کے حلقے میں شامل ہو جاؤں، اور ان کی "خدمت" کرتے ہوئے خود بھی لاکھوں روپیہ کماؤں انہوں نے مجھے پیشکش کی کہ اگر میں سب سے کم ریٹ پر یعنی سترہ روپے فی ٹن کے حساب سے ریت سپلائی کرنے کے لیئے تیار ہو جاؤں اور اپنی رضامندی تحریری صورت میں دے دوں تو وہ مجھے ریت کی سپلائی کا کام دے دیں گے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب جناب جنرل محمد ضیاء الحق نے نیا نیا مارشل لاء لگایا تھا اور فوجی حکومت کے قیام کو کوئی ڈیڑھ ڈھائی ماہ ہوئے تھے۔

ملیر ندی کا چھانا ہوا مال سترہ روپیہ فی ٹن سپلائی کرنا قطعاً ناممکن تھا البتہ نالوں کا مال سپلائی کر کے باآسانی فی ٹن سات روپے بچائے جا سکتے تھے میں اپنے جذبۂ حب الوطنی اور اسلامی، اخلاقی اصولوں کے تحت اس گھٹیا سودے بازی پر تیار نہ ہوا اور میں نے متعلقہ حکام کو لکھا کہ مجھے ملیر ندی کی ریت سپلائی کرنے کی پیشکش کی گئی ہے اور میں نالوں کی بغیر چھانی ریت فراہم کر کے اس قومی منصوبے کے ساتھ غداری نہیں کر سکتا میں نے حکام کو تمام حقائق سے آگاہ کرتے ہوئے ان سے درخواست کی کہ وہ اس سلسلے میں تحقیقات کریں اور بدعنوانی کے ذمہ دار لوگوں کو سزائیں دیں اور حق داروں کو ان کا جائز حق دیں۔

مگر میری ان تمام معروضات کو درخور اعتناء نہ سمجھا گیا اور حسب معمول یہ کام بھی اپنے معتمد ٹھیکیدار کو دے دیا گیا اور آج تک وہی ہو رہا ہے جو ہمیشہ سے ہوتا چلا آرہا ہے البتہ ایک تبدیلی یہ ضرور ہوئی ہے کہ وہ پورا شعبہ مجھے ناپسندیدہ عنصر... سمجھ کر میرے پیچھے پڑ گیا اور جو کام میں کر رہا تھا اس میں بھی طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالی دی گئیں، مجھے ایک بہت بڑا کام ملنے والا تھا اور اسٹیل ملز سے سارے معاملات طے ہو گئے تھے اور میں نے کام بھی شروع کر دیا تھا مگر مجھے ضروری ورک آرڈر نہ دیا گیا اور مجھے مجبوراً کام معطل کر دینا پڑا میرے ساتھ کے باقی دونوں ٹھیکیداروں کو ورک آرڈر بھی مل گئے اور وہ گزشتہ دس ماہ سے کام کر رہے ہیں مگر میرا کام گزشتہ دس ماہ سے بند پڑا ہے ماہانہ کثیر رقم خرچ ہو رہی ہے متعدد بار درخواستیں دے چکا ہوں اور بیشتر خطوط لکھ چکا ہوں مگر کوئی جواب دینے کی بھی زحمت گوارا نہیں کرتا۔ اسٹیل ملز کے ارباب اقتدار کی ان غیر قانونی اور غیر اصولی حرکتوں سے مجھے لاکھوں روپے کا خسارا ہوا ہے۔

ایک امید تھی کہ اس وقت ہمارے ملک کا سربراہ ایک مرد مومن ہے اور ان شاء اللہ حق و انصاف کے تقاضے پورے ہو جائیں گے، اسٹیل ملز سے میرے تین معاملات تصفیہ طلب تھے، چنانچہ میں تین عرضداشتیں لے کر راولپنڈی گیا تاکہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی خدمت میں شرف باریابی حاصل کر کے اپنے معروضات پیش کروں مگر جنرل صاحب سے ملنا تو درکنار سی ایم ایل اے کے سیکریٹریٹ تک بھی رسائی نہ ہو سکی راولپنڈی جا کر معلوم ہوا کہ بغیر اثر ورسوخ سے کوئی کام نہیں بن سکتا، غرضیکہ دھکے کھاتا ہوا سی ایم ایل اے ہاؤس گیا اور تینوں درخواستیں لیفٹیننٹ کرنل ایم اے بیگ صاحب کو دے کر لوٹ آیا یہ جنوری ۱۹۷۸ء کے دوسرے ہفتے کی بات ہے وہ دن اور آج کا دن، مجھے نہیں معلوم کہ میری ان درخواستوں کا کیا بنا؟

بالآخر مجبور ہو کر آج سے کوئی تین ماہ قبل میں نے اسٹیل ملز کے ارباب اقتدار سے درخواست کی کہ ہمارے تینوں تصفیہ طلب معاملات کسی آربیٹریشن (ARBITRATION) کے ذریعے طے کر دیئے جائیں اصولاً مجھے پندرہ دن کے اندر جواب مل جانا چاہیئے تھا مگر ہمیشہ کی طرح اس بار بھی کوئی جواب نہیں دیا گیا۔

اب میرے پاس صرف یہ راستہ رہ جاتا ہے کہ اپنے نقصانات کی تلافی کے سلسلے میں عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں اور سالہا سال تک وکیلوں کے مقدمات میں الجھا رہوں، صرف مقدمات دائر کرنے کے لیئے ۴۵ ہزار روپے کی کورٹ فیس کی ضرورت ہوگی، وکلاء کی فیس اور دیگر اخراجات اس پر مستزاد ہیں میں اس بار گراں کا متحمل نہیں ہو سکتا میرا حال یہ ہے کہ قرض دار ہو چکا ہوں، قرض خواہوں کے تقاضوں میں روز بروز شدت پیدا ہوتی جا رہی ہے، معلوم نہیں کس دن مالک مکان کرایہ نہ ملنے کے باعث میرا سامان اٹھا کر مکان سے باہر پھینک دے، کس دن فیس جمع نہ ہو سکنے کے سبب میرے بچوں کے نام اسکول سے کٹ جائیں۔

اب بات کچھ کچھ میری سمجھ میں آرہی ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی سرکاری مشینری اور حکومت چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کو جواب دہ ہے اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اللہ تعالیٰ کو جواب دہ ہوں گے، لہٰذا ان بندوں کو جو حق و صداقت پر قائم رہتے ہیں جو اپنے مفادات کی قربانی دیتے ہوئے حق و صداقت کی راہ پر ڈٹ جاتے ہیں "یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر"، پر عمل کرتے ہیں، دانستہ طور پر زندہ درگور کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے معاملات اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر سکیں"۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

مندرجہ ذیل دستاویزات کی فوٹو اسٹیٹ نقول طلب کرنے پر فراہم کی جا سکتی ہیں۔

(۱) ٹینڈر انکوائری کی اولین تین شرائط۔
(۲) ٹینڈر کے ساتھ فراہم کردہ ملیر ندی کا نقشہ۔
(۳) متعلقہ حکام کو لکھا گیا خط۔

خاکسار

عبدالرحمن

سی ۱۰۷، بلاک اے، نارتھ ناظم آباد،
کراچی نمبر ۳۳
۲۷ اگست ۱۹۷۸ء

نظام مصطفےٰ کے نفاذ میں رکاوٹ ڈالی تو ہم وزارتوں سے الگ ہو جائیں گے

زمان خان اچکزئی

میں مکمل آزادی کے حق میں ہوں
عوام کی قوت پر یقین رکھتا ہوں
اتحاد کسی ایک جماعت کا نہیں عوام کی قوت کا نام ہے
جو لوگ اتحاد سے الگ ہو چکے ہیں دوبارہ شامل ہو جائیں

مولانا مفتی محمود

جمعیتہ علماء اسلام کے (مرکزی اجلاس جنرل کونسل) میں شرکت کے لئے جمعیتہ کے دفاتی وزیر ملتان آ رہے تھے۔ خانیوال اسٹیشن پر چوہدری محمد اصغر مرویا اور جمعیتہ کے کارکنوں نے زبردست استقبال کیا۔ ضلع ملتان میں داخل ہونے کی یہ علامت تھی کہ اس ضلع کے مستعد کارکنوں نے اس پروگرام کے ذریعہ اپنی زندگی اور موجودگی کا ثبوت فراہم کیا۔ گاڑی ملتان اسٹیشن پر رکی تو ایک زبردست ریلے کی صورت میں بہت سے لوگ سیلون میں داخل ہو گئے۔ سکیورٹی کے ذمہ دار افسران کو پریشانی ہوئی۔ انہوں نے بڑی مشکل سے لوگوں کو پلیٹ فارم کی طرف دھکیلا۔ اب وزراء حضرات نے باری باری تقاریر کیں۔ جناب صبح صادق کہہ رہے تھے کہ ہم یہ ثابت کریں گے کہ پہلے وزیروں اور ان وزیروں میں فرق ہے۔

اسٹیشن سے سیدھے ہوائی اڈہ پر جانا تھا اس لئے کہ قائد جمعیتہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب تشریف لا رہے تھے۔ اس دن لوگوں کا بہت رش رہا۔ ۸ بجے کی فلائٹ سے چوہدری ظہور الٰہی آئے تو ساڑھے دس بجے کی فلائٹ سے پیر صاحب پگاڑا شریف تشریف لائے۔ مفتی صاحب کا جہاز سوا دو بجے لینڈ ہوا۔ خواجہ محمد افضل حق جمعیتہ کے وزیر مالیات اپنی گاڑی جہاز کے قریب لے گئے۔ حضرت مفتی صاحب اترے اور کار پر سوار ہوئے۔ استقبالی حضرات نے گاڑی کو روک لیا۔ مصافحے کئے اور خیریت معلوم کی۔ سیدھے قصر خلیل پہنچے، مسجد میں گئے اور نماز جمعہ ادا کی۔ مفتی صاحب کو اخبار نویسوں نے گھیر لیا اور مہمان کھانے سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ پانچ بجے شہریوں کو خطاب کا پروگرام تھا۔ قصر خلیل کا وسیع لان لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ نعروں کی گونج میں مفتی صاحب سٹیج پر آئے اور اپنے مخصوص انداز میں تقریر کی۔

مذاکرات کی کہانی:

ہم نے طویل مذاکرات کے بعد حکومت میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا اور اپنی شرائط کو منوایا ہے۔ جو شرائط ہم ملک و ملت کے مفاد کے لئے ضروری سمجھتے تھے ان کو مان لیا گیا۔ اس کے بعد حکومت میں شمولیت ضروری تھی تاکہ ہم ملک و ملت کی خدمت کر سکیں۔ نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ ہمارا اولین مقصد ہے۔ اگر اس راہ میں کوئی رکاوٹ ڈالی گئی تو ہم وزارتوں سے الگ ہو جائیں گے۔ جنرل صاحب نے بھی وعدہ فرمایا ہے کہ نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ اور احیاء کی کوشش میں بھرپور تعاون کریں گے۔ ہم ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ملک میں اسلامی نظام قائم کرنا چاہتے ہیں۔

انتخابات کا مسئلہ:

تقریب حلف کے موقع پر جنرل صاحب نے وعدہ کیا کہ مارچ تک انتخابی تیاریاں مکمل کر لی جائیں گی۔ اس کے بعد کابینہ کو اختیار ہو گا کہ جب چاہے انتخابات کرائے۔ انتخابی شیڈول ہمارے سامنے ہے اس کے مطابق وقت آنے پر اعلان کر دیا جائے گا کوئی تاخیر نہیں کی جائے گی۔

ہم حکومت میں اس لئے شامل ہوئے ہیں کہ انتخابات جلدی ہوں نہ اس لئے کہ انتخابات کو ٹالا جائے۔

مارشل لاء کا جواز:

حکومت چلانے کے لئے ایک قوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ قوت عوام فراہم کرتے ہیں۔

قوت عوام سے نظام ملک چلتا ہے جس حکومت کو عوام کی تائید اور حمایت حاصل نہ رہے وہ حکومت ختم ہو جاتی ہے جس طرح بھٹو کی حکومت ختم ہوئی۔

یا پھر حکومت چلانے کی قوت فوج فراہم کرتی ہے۔ مارشل لاء میں فوج کو یہ حیثیت حاصل ہے اور موجودہ حکومت کو طاقت فوج سے سپلائی ہو رہی ہے۔ نظریہ ضرورت سے نظام حکومت چلایا جا رہا ہے۔ ہم اسے پسند نہیں کرتے اور نہ نظریہ ضرورت کے قائل ہیں ہم تو صرف عوام کی طاقت کے قائل ہیں۔ مجبوری ہے اور اسی مجبوری کے تحت اور ملک و ملت کی خدمت کے جذبہ سے ہم حکومت میں شریک ہوئے ہیں۔

قومی اتحاد کا مسئلہ:

پاکستان قومی اتحاد سے چند پارٹیاں الگ ہو گئی ہیں۔ لوگ محسوس کرتے ہیں ایسا نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ بات دراصل یہ ہے کہ تحریک کے دوران سب پارٹیوں پر عوام کا دباؤ تھا کوئی پارٹی الگ نہیں ہو سکتی تھی۔ یہ دباؤ ختم ہو جانے پر پہلے ایک پارٹی الگ ہوئی پھر دوسری اور پھر تیسری۔ اب بھی ان جماعتوں سے میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ اتحاد میں واپس آجائیں۔ اتحاد کسی ایک جماعت کا نہیں عوام کی قوت کا نام ہے۔ یہ لوگ پھر عوام میں آجائیں ہم ان کے آنے کا خیر مقدم کریں گے۔

ضرورت ہے کہ عوام کے احتساب کو ہم بیدار کریں۔ عوامی احتساب بیدار ہونے کے بعد کوئی جماعت الگ نہیں رہ سکے گی۔ مارشل لاء کی وجہ سے رابطہ عوام بہت کمزور ہو گیا۔ لوگوں کا شعور سو گیا۔ سرد پڑ گیا اور اس طرح اتحاد کمزور پڑ گیا۔

محدود اجتماعات کی آزادی:

گورنمنٹ نے آج ہی اعلان کیا ہے کہ مجلس عاملہ کے سوا چار دیواری میں بھی اجلاس نہیں ہو سکتا۔ یہ پابندی ناروا ہے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ سیاسی آزادی کو بحال کر دیا جائے۔ لوگ آزادی سے بات کر سکیں کابینہ کی موجودگی میں مشورہ بغیر کوئی اہم اقدام نہ کیا جائے۔ میں تو مکمل آزادی کے حق میں ہوں میں چاہتا ہوں جس قدر ممکن ہو آزادی بحال ہو اور انتخابات کرائے جائیں۔

جمعیت کے وزراء:

۱۶ ستمبر کو مرکزی مجلس عمومی کا اجلاس تھا۔ جمعیۃ کے وفاقی وزیر مدرسہ قاسم العلوم پہنچے تو لوگوں نے ان کو گھیر لیا۔ بہت سے لوگ درخواستیں لائے تھے۔ نوکر شاہی کے ستائے ہوئے لوگ وزراء سے مل کر اپنی درخواستوں پر سفارش کرانا چاہتے تھے۔ تھوڑی دیر یہ سلسلہ جاری رہا کہ درخواستیں پیش ہوئیں اور کسی نہ کسی افسر کے نام مارک ہوئیں۔ مجلس مشاورت کے لیے مفتی صاحب کو مکان پر بلوایا گیا۔ بعد میں اجلاس شروع ہونے پر وزراء نے بھی کارروائی میں حصّہ لیا۔ ایک بجے میر صبح صادق ویلفیئر سوسائٹی کے پروگرام میں چلے گئے۔ حاجی فقیر محمد مدرسہ کے دفتر میں آکر بیٹھ گئے۔ دفتر مدرسہ میں اسقدر ہجوم ہو گیا کہ بات مشکل سے سُن پاتی۔ رش کم کرنے کے لیے دروازہ بند کر دیا گیا۔

دروازہ بند ہوتے ہی حاجی فقیر محمد کی گرجدار آواز گونجی "دروازہ کھول دو۔ ہم تو اسلام آباد میں بھی دروازہ کھلا رکھتے ہیں"۔

دارالاہتمام میں محمد زماں خان اچکزئی لوگوں میں گھرے ہوئے تھے۔ ہر شخص کے ہاتھ میں ایک عدد درخواست تھی اور فریاد کر رہا تھا۔

دارالحدیث میں مجلس عمومی کا اجلاس جاری تھا جو کہ دو بجے تک جاری رہا۔

وفاقی وزرائے کے انتخاب پر اظہار مسرت

ضلع حبیب آباد۔ جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنوں نے نئی وفاقی کابینہ بنانے پر چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب اور جناب حضرت العلوم مفتی محمود صاحب صدر پی۔ این۔ اے کو خراج تحسین پیش کیا۔ تمام وزراء کو بھی مبارکباد پیش کرتے ہوئے خصوصی التجا کی کہ تمام وزراء صحیح معنوں میں اسلام۔ ملک اور عوام کی خدمت کریں۔ خاص طور پر ہم اپنے ضلع حبیب آباد کے نمائندہ وفاقی وزیر جناب میر صبح صادق خان کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے ایک ضروری التجا کریں گے کہ وہ محنت اور جانفشانی سے اسلام ملک اور قوم کی خدمت کریں خصوصاً ضلع حبیب آباد کی مشکلات پر توجہ فرما دیں۔

اکابر دیوبند کی خدمات:

ٹوبہ ٹیک سنگھ: جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما مولانا محمد اختر صدیقی نے کہا ہے کہ آزادی برصغیر پاک و ہند کی جد و جہد میں اکابر دیوبند کی خدمات ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہیں جنہیں کسی صورت میں بھی جھٹلایا نہیں جا سکتا۔

چوک جنج گھر ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد اختر صدیقی نے کہا کہ اکابر علماء دیوبند نے نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ارشاد مبارک کہ "جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا افضل ترین جہاد ہے" پر عمل کرتے ہوئے انگریز کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور انگریزی افواج میں بھرتی کو شرعی طور پر حرام قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ علماء حق کے اس اقدام کی وجہ سے فرنگی اقتدار کے ایوان لرز اٹھے اور انہوں نے علماء حق کو اپنے اقتدار کی راہ میں روڑہ سمجھتے ہوئے انہیں راہ سے ہٹانے کی خاطر مذموم ہتھکنڈے استعمال کئے۔ ہزاروں علماء کرام کو دہلی کے بازاروں میں توپوں کے دہانوں پر باندھ کر انہیں انگریز کی مخالفت سے باز رہنے کا مشورہ دیا گیا۔ لیکن جذبۂ جہاد اور شوق شہادت سے سرشار علماء حق نے انگریز کی اطاعت قبول کرنے کے بجائے اپنی جانوں کی قربانی دے کر آئندہ آنے والی نسلوں پر یہ بات واضح کر دی کہ ایک مومن کی سب سے بڑی خوش قسمتی یہ ہے کہ وہ جبر و تشدد اور ظلم و استبداد کے خلاف

جہاد کرتے ہوئے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دے۔

مولانا محمد اختر صدیقی نے جہادِ آزادی میں حصہ لینے والے مجاہد علماءِ حق کو شاندار الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن، حضرت سید حسین احمد مدنی رح اور دیگر علماءِ حق نے انگریز کی مخالفت کی پاداش میں مالٹا کے جیل خانوں کی مصیبتیں برداشت کیں لیکن دنیا کا کوئی ظلم اور جبر بھی انہیں اپنی راہِ حق سے نہ ہٹا سکا۔

جلسہ۔ جس کی صدارت جمعیۃ علماءِ اسلام لوڈھراں ٹیک سنگھ کے نائب امیر حاجی عبدالکریم نے کی، مولانا محمد سلیمان طارق۔ مجلس تحفظ ختم نبوت لوڈھراں ٹیک سنگھ کے صدر مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی مولانا محکم دین اور حافظ بشیر احمد عثمانی نے بھی خطاب کیا۔

حضرت دین پوری نیک دل، خدا ترس اور بے نفس بزرگ تھے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان

ریڈیو پاکستان سے حضرت اقدس مولانا عبدالہادی دین پوری رح کی وفات کی خبر نشر ہوتے ہی گکھڑ میں رنج و غم کی لہر دوڑ گئی۔ ممتاز عالمِ دین اور جمعیۃ علماءِ اسلام ضلع گوجرانوالہ کے امیر شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان نے ایک تعزیتی بیان میں حضرت مرحوم کی دینی و ملی خدمات پر زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا اور کہا کہ حضرت دین پوری رح نے ساری زندگی دینِ حق اور اہلِ حق کی خدمت میں گذار دی۔ وہ ایک نیک دل، خدا ترس اور بے نفس بزرگ تھے۔ حضرت شیخ الحدیث نے دعا کی کہ اللہ تعالےٰ حضرت دین پوری رح کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

مرکزی جامع مسجد گکھڑ میں ظہر کی نماز کے بعد تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں جمعیۃ علماءِ اسلام، جمعیۃ طلباء اسلام اور سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ کے مقامی ارکان کے علاوہ جمعیۃ علماءِ اسلام کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی اور جمعیۃ طلباءِ اسلام ضلع گوجرانوالہ کے جنرل سیکرٹری ظفر لیئق بٹ نے بھی شرکت کی۔ اجلاس میں ایصالِ ثواب کے لئے دو قرآن پاک ختم کئے گئے اور حضرت دین پوری رح کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کی گئی۔

مولانا زاہد الراشدی نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت دین پوری رح کی دینی خدمات کا ذکر کیا اور کہا کہ ان کی وفات سے پاکستان کے اہلِ حق ایک عظیم سرپرست اور رہبر سے محروم ہو گئے ہیں۔

ختم قرآن:

شکارپور:۔ مسجد حنفیہ شکارپور میں فخر القراء قاری محمد علی مدظلہ العالی کے ختم قرآن کے موقع پر ایک تقریب منعقد کی گئی جس میں جمعیۃ علماءِ اسلام صوبہ سندھ کے ناظم مولانا غلام قادر پنہوار نے خطاب فرمایا۔

انہوں نے فرمایا کہ اپنے بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم دلوا دو۔ یہ نعمت ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی۔ انہوں نے کہا کہ قرآن کریم کی نعمت لافانی ہے اور یہ دنیا فانی ہے۔ نوکری ہے یا ملکیت ہے یہ موت تک ہیں اور قرآن کی نعمت قبر میں اور حشر میں بھی ساتھ رہتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ قرآن شریف کی قدر اربابِ اقتدار نہیں کرتے جس کی وجہ سے قرآن کریم کی تعلیم کم ہے۔ اگر اربابِ اقتدار کو قرآن کی قدر ہوتی تو ہر ایک کو قرآن کریم کی قدر ہوتی۔ انہوں نے اس موقع پر ایک بادشاہ اور قاضی کی مثال بھی دی۔

تحصیل پتن:

(کشینی): علاقہ کوز پاس جمعیت علماءِ اسلام کا انتخاب عمل میں آیا اور مندرجہ ذیل عہدیداران منتخب ہوئے:

۱۔ مولانا شیخ الحدیث عبدالوہاب صاحب — امیر
۲۔ مولانا محمد عیاذ اللہ صاحب ۔ ناظم اعلیٰ
۳۔ مولانا خانگیر قاضی صاحب ۔ نائب امیر
۴۔ مولانا الف خان صاحب ۔ نائب ناظم
۵۔ مولوی عبدالحئی صاحب ۔ ناظم نشر و اشاعت
۶۔ مولوی عبدالمستغان صاحب ۔ خزانچی
۷۔ مولانا حاجی عبدالمنین صاحب ۔ سالار

ختم نبوت کے کارکن کی گرفتاری

تربت: تحصیل بلیدہ ختم نبوت کے مایہ ناز کارکن میر دوست محمد ولد یوسف خان کو مکران ڈویژن کی انتظامیہ نے بے سروپا اور جھوٹے مقدمہ کی بنا پر گرفتار کر لیا ہے اور بی۔ آر۔ پی تربت کے جیل خانہ میں رکھا ہے۔

واضح رہے کہ ختم نبوت کا یہ کارکن ذکری فرقہ کے خلاف سرگرم ہے یہ فرقہ ختم نبوت کا سرے سے منکر ہے اور تربت مکران ڈویژن کی ایک پہاڑی پر جا کر حج کرتا ہے۔

جمعیۃ علماءِ اسلام ضلع مردان

مجلس عمومی کا اجلاس:

مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۷۸ء بروز اتوار بوقت ۹ بجے صبح کو امیر جمعیۃ علماءِ اسلام ضلع مردان مولانا لطف الرحمٰن نے حجرہ حاجی عبدالحئی صاحب گجو خان روڈ پر مجلس عمومی کا اجلاس طلب کیا ہے جس میں ملک کے سیاسی حالات پر مکمل بحث ہوگی۔

مجلس عمومی کے تمام ارکان کے نام باقاعدہ دعوت نامے جاری کر دیئے گئے ہیں اگر کسی کو دعوت نامہ نہ ملیں تو براہ کرم اس خبر کو ہی دعوت نامہ سمجھ کر اجلاس میں شرکت کریں۔

کوئٹہ:

جمعیۃ علماءِ اسلام کے ناظم اعلیٰ مولانا عبدالحق صاحب اور ناظم نشر و اشاعت مولانا احتشام الحق

آسیا آبادی ایک طویل دورے کے سلسلے میں کوئٹہ پہنچ گئے ہیں۔ چند ہی دنوں بعد وہ لاہور، اسلام آباد اور راولپنڈی بھی جائیں گے جہاں وہ اکابر جمعیت بالخصوص حضرت مولانا عبید اللہ صاحب درخواستی اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب سے بعض ملکی اور سیاسی مسائل پر گفتگو کریں گے اور اکابر جمعیۃ کو مکران ڈویژن کی صورتحال سے باخبر کریں گے۔

پری میڈیکل سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے وفد کی

وفاقی وزیر صحت سے ملاقات

پنجاب پری میڈیکل سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے صدر جناب ایس۔ اے۔ وسیم کی قیادت میں ایک وفد نے وفاقی وزیر صحت وآبادی جناب میر صبح صادق کھوسو صاحب سے شیرانوالہ گیٹ لاہور میں ان کے دورہ لاہور کے دوران ملاقات کی اور انہیں پری میڈیکل کے طلباء کو میڈیکل کالجوں میں داخلوں کے سلسلے میں درپیش سنگین مسائل سے آگاہ کیا۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ بہت جلد میڈیکل کالجوں میں نشستوں میں اضافے کے علاوہ رحیم یار خاں میڈیکل کالج کو بھی اسی سال سے شروع کروادیں گے۔ اس موقع پر پنجاب جمعیۃ علماء اسلام کے امیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب، مولانا محمد اجمل خاں صاحب، حمید بٹ صاحب اور دیگر اکابر بھی موجود تھے جنہوں نے پری میڈیکل کے طلباء وطالبات کے وفد کی سرپرستی کی۔

صدمہ

جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما مولانا محمد اشرف صاحب خطیب ریلوے مسجد مہتمم اشرف المدارس کے فرزند ارجمند ڈاکٹر محمد اختر پچھلے ہفتے قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔ احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ اللہ تعالےٰ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ادارہ ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

مجلس شوریٰ پشاور کا اجلاس :

صوبائی امیر مولانا سید محمد ایوب جان صاحب بنوری و ناظم عمومی صاحبزادہ عبدالباری جان نے مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۷۸ء بروز ہفتہ وقت دس بجے صبح بمقام دفتر جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد واقع سرکی گیٹ پشاور شہر میں جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کی مجلس شوریٰ کا اجلاس طلب کیا ہے جس میں تنظیمی امور، ممبر سازی، ملک کو درپیش مسائل اور ملتان میں مورخہ ۱۶ ستمبر کے مجلس عمومی کے اجلاس کے فیصلوں کی توثیق و دیگر مسائل پر غور وخوض ہوگا۔

جنرل کونسل جمعیۃ ضلع رحیم یار خاں :

جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یار خاں کے امیر مولانا غلام ربانی اور جنرل سیکرٹری مولانا غلام مصطفیٰ، سیکریٹری قاری حماد اللہ شفیق نے ضلعی جمعیۃ کی جنرل کونسل کا اجلاس مورخہ ۲۸ ستمبر مسجد رحیم یار خاں میں طلب کیا ہے جس میں [illegible] کے سلسلے میں مشورہ جات کے علاوہ دیہی عوام کی تکالیف دور کرنے کے لئے لائحہ عمل بنایا جائے گا۔

تمام ارکان کے نام دعوت نامے جاری کر دیئے گئے ہیں۔ ۹ بجے سے ۴ بجے تک اجلاس ہوگا اور پانچ بجے پریس کانفرنس ہوگی۔

انتخاب کوہستان :

کوہستان میں مختلف [illegible] جمعیۃ علماء اسلام کا تنظیمی انتخاب ہوا۔

حلقہ تحصیل رانولیا :

۱۔ [illegible]لانا شہزادہ صاحب — امیر
۲۔ مولانا عب[illegible]صاحب بنکڈی — ناظم اعلیٰ
۳۔ مولانا ابراہیم صاحب — نائب امیر
۴۔ مولانا عبدالقادر صاحب — نائب ناظم
۵۔ مولانا گل خان صاحب — ناظم نشرواشاعت
۶۔ مولانا دوشم گل صاحب — خزانچی
۷۔ مولانا عبدالقدیم صاحب — سالار

عہدیداران تحصیل دوبیر :

۱۔ مولانا سید فقیر صاحب — امیر
۲۔ ״ دوست محمد صاحب — نائب امیر
۳۔ ״ ضیاء الحق صاحب — ناظم اعلیٰ
۴۔ ״ محمد جان صاحب — نائب ناظم
۵۔ ״ حمز دین صاحب — ناظم نشرواشاعت
۶۔ ״ میاں ولی صاحب — خزانچی
۷۔ ״ محمد فیروز صاحب — سالار

بقیہ: کمیٹیاں برائے رکن سازی

بلوچستان:
صاحبزادہ خالد جان سنجاوی کوٹ
مولانا سید محمد صدیق شاہ قلات
مولانا رحمت اللہ پشین
مولانا محمد اسحٰق ژوب
حافظ حسین احمد کوئٹہ
مہابت [illegible]ان باروزئی سبی

سابقہ رکنیت فارم منسوخ

مرکزی کمیٹی نے رکنیت سازی کے تمام موجودہ فارم منسوخ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اب ان فارموں پر رکن سازی نہیں ہو سکے گی اور نئی رکن سازی کے لئے نئے رکنیت فارم چھپوائے جا رہے ہیں جو مقررہ تاریخوں سے قبل صوبائی دفاتر میں پہنچا دیئے جائیں گے۔

اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ صوبائی حکومتوں کی جلد از جلد تشکیل کرنے اور شریعت کمیشن کی تجویز منسوخ کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

صوبائی انتخابات نومبر اور

مرکزی انتخابات دسمبر میں منعقد ہوں گے

مرکزی مجلس عاملہ کا فیصلہ

سندھ جمعیۃ کا اجتماع ۶ اکتوبر کو کراچی میں ہوگا

محمد فاروق قریشی

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلسِ عاملہ کا اجلاس ۲۱-۲۲ ستمبر کو لاہور میں منعقد ہوا جس میں ملک کی مجموعی تنظیمی صورتِ حال کا جائزہ لیا گیا۔ چاروں صوبوں کے نمائندگان نے صوبائی تنظیمی رپورٹ پیش کیں بعد ازاں ان رپورٹوں کی روشنی میں آئندہ طریق کار پر غور و خوض کیا گیا۔

صوبہ سندھ کی تنظیمی صورت حال کے پیش نظر فیصلہ کیا گیا کہ مرکزی ناظم عمومی محمد فاروق قریشی سندھ کے سرکردہ ساتھیوں کا اجلاس جمعہ ۶ اکتوبر کو کراچی میں بلائیں گے جس میں مرکزی صدر میاں محمد عارف اور ناظم مالیات محمد اجمل قادری بھی شریک ہوں گے۔ اجلاس میں صوبائی تنظیمی کمیٹی کا انتخاب ہوگا جو نومبر تک صوبہ میں نئی معاونت سازی اور ابتدائی انتخابات مکمل کرانے کی مجاز ہوگی۔ اس کے بعد نومبر میں صوبائی انتخاب ہوں گے۔

صوبہ سرحد کی تنظیمی ہیئت کے پیش نظر مرکزی صدر صوبائی اجلاس اکتوبر کے اوائل میں منعقد کریں گے جس کی تاریخ اور مقام کا عنقریب اعلان کر دیا جائے گا۔ بلوچستان کی جماعتی کارگزاری پر اطمینان کا اظہار کیا گیا اور مرکزی نائب صدر ندیم اقبال صاحب کو صوبائی تربیتی کنونشن میں شرکت کے لیے کہا گیا۔

پنجاب جمعیۃ کی کارکردگی پر بھی مجموعی طور پر اظہار اطمینان کیا گیا تاہم چند اضلاع میں بھرپور کام کی ضرورت کا احساس کیا گیا اور مختلف احباب کو مختلف اضلاع میں کام کی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔

ضروری ہدایت:

مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں تمام سطح کی جماعتوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ معاونت سازی میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں اور وقت معینہ تک زیادہ سے زیادہ معاون بنائیں اور معاونت سازی کی تمام رقم مرکزی دفتر کو ارسال کر دیں کسی بھی سطح کی جمعیۃ معاونت سازی فنڈ کو استعمال کرنے کی مجاز نہیں لہذا جیسے جیسے فنڈ اکٹھا ہو اسی طرح مرکزی دفتر کو ارسال کیا جانا چاہیئے جب تک معاونت سازی کا فنڈ وصول نہیں ہوگا اس وقت تک اس سطح کی جمعیۃ کے انتخابات نہیں ہو سکیں گے اور نہ ہی وہاں سے کسی بھی سطح کے لئے مجلس عمومی کے ارکان کا تقرر ہو سکے گا۔ لہذا احباب اس طرف خاص توجہ فرمائیں۔

تعلیمی اداروں کے انتخابات

اور ہماری پالیسی:

مرکزی عاملہ کے اجلاس میں تعلیمی اداروں کے انتخابات میں جمعیۃ کی پالیسی پر بھی غور کیا گیا اور کافی بحث و تمحیص کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کو ہر سطح پر تعلیمی اداروں میں جہاں مقامی جماعت مناسب سمجھتی ہو یونین انتخابات میں حصہ لے اور فی الامکان جماعتی بنیاد پر بغیر کسی کے اتحاد و حمایت کے الیکشن لڑے۔ اور کسی بھی سطح پر دائیں اور بائیں بازو یا سرخ و سبز کے چکر میں نہ الجھیں بلکہ اپنے جماعتی پروگرام کو طلباء پر واضح کریں۔ اور فتح و شکست کے تصور سے بے نیاز اسلامی نظام تعلیم اور فلسفہ شاہ ولی اللہ سمیت جمعیۃ کے پروگرام سے زیادہ سے زیادہ طلباء کو آگاہ کریں لیکن اگر کہیں ایسی صورتحال درپیش ہو کہ وہاں خود انتخابات میں آزادانہ حصہ لینا ممکن نہ ہو اور کسی ایک گروپ کی حمایت کرنا ہو تو یہ مقامی جماعت اپنی صوابدید اور اپنے ماحول

کے مطابق دوستوں کے مشورے سے فیصلہ کرسکتی ہے تاہم ... ہے کہ وہ جماعتی تشخص ... جماعت کے پروگرام کو زیادہ سے زیادہ طلباء تک پہنچانے کے لئے خود جماعتی بنیاد پر الیکشن لڑیں۔

بیت المال:

مرکزی بیت المال کی صورتِ حال کا جائزہ لیا گیا اور تمام ضلعی جماعتوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ نہ صرف معاونت سازی کی فیس بلکہ ماہانہ مرکزی بیت المال کے لئے رضاکارانہ طور پر حتی المقدور رقم ارسال کرتی رہا کریں اور مرکز عاملہ کے ارکان پر خصوصی زور دیا گیا کہ وہ اس سلسلے میں منضبط پروگرام تشکیل دے کر مرکزی بیت المال کو مستحکم کریں۔

عزم نو:

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے خبرنامہ "عزم نو" کے سلسلے میں احباب کی کوششوں پر عدم اطمینان کا اظہار کیا گیا اور تمام جماعتی دوستوں سے درخواست کی گئی کہ وہ اس سلسلے میں اپنے فرائض کی بجاآوری کے سلسلے میں توجہ دیں اور زیادہ سے زیادہ خریدار بنائیں۔

"عزم نو" کے "اسلامی نظام تعلیم نمبر" کو زیادہ سے زیادہ بہتر اور بامقصد بنانے پر زور دیا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ یہ نمبر اس شان سے نکالا جائے کہ اسلامی نظام تعلیم کے لئے بنیاد بن جائے۔ اس سلسلے میں اہل علم سے رابطہ قائم کیا ہوا ہے اور الحمدللہ اب تک اس سلسلہ میں بہتر نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ یہ نمبر ایک ماہ بعد تک منظر عام پر آجائے گا۔ اس کی قیمت تقریباً چھ روپے ہو گی جبکہ صفحات دو اڑھائی صد تک ہوں گے۔ تمام احباب کے لئے اس نمبر کا ہونا از بس ضروری ہے اور تمام جماعتی دوست ہر طالبعلم اور استاد تک اس نمبر کو پہنچائیں۔

سندھ جمعیۃ کا

اہم اجتماع:

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان صوبہ سندھ سے متعلق سرکردہ احباب کا اہم اجتماع ۶ر اکتوبر بعد نماز جمعہ مدرسہ انوار العلوم فیڈرل بی ایریا کراچی میں منعقد ہو رہا ہے۔ احباب کو دعوت نامے عنقریب جاری کر دیئے جائیں گے۔ بر وقت تشریف لا کر صوبائی تنظیمی کمیٹی کے انتخاب میں اپنی ذمہ داری سے عہدہ برا ہوں۔ اجلاس میں مرکزی صدر میاں محمد عارف اور مرکزی ناظم مالیات محمد اجمل قادری بھی شرکت کریں گے۔

محمد فاروق قریشی، مرکزی ناظم عمومی
جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان

دار العلوم اور مسائل

اس عنوان کے تحت ہم روزمرہ کے مسائل پر مراسلات شائع کرتے ہیں۔ ایڈیٹر کے نام خطوط خوشخط جامع مختصر اور صفحہ کے ایک جانب تحریر ہونے چاہئیں۔ ایسے مراسلے شامل اشاعت نہیں ہوں گے جو کاغذ کے ہر دو اطراف طویل اور جن پر مراسلہ نگار کا مکمل پتہ نہیں ہوگا۔ مراسلات اس پتہ پر بھیجیں: شعبہ دار العلوم اور مسائل ہفت روزہ ترجمان اسلام چوک رنگ محل لاہور۔

گلی کی مرمت کی جائے:

میں آپ کے مؤقر جریدہ کی وساطت سے کارپوریشن حکام کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ عزیز روڈ احاطہ تھانیدار گلی نمبر ۲ کافی عرصہ سے مرمت طلب پڑی ہے۔ محکمہ ایل۔ ڈی۔ اے کو درخواست بھی دی گئی مگر شنوائی نہیں ہوئی۔ اسی گلی میں ایک جامع مسجد و مدرسہ بھی ہے۔ بارش کی وجہ سے گلی میں اکثر پانی کھڑا رہتا ہے جس کی وجہ سے نمازیوں کو بہت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ایل۔ ڈی۔ اے حکام سے درخواست کرتا ہوں کہ گلی نمبر ۲ کی جلد از جلد مرمت کی جائے۔

حاجی محی الدین ساجد
صدر تنظیم المسلمین پاکستان

بجلی پوری سپلائی کی جائے:

ہم آپ کے مؤقر جریدہ کی وساطت سے واپڈا کے اعلیٰ حکام کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ ہمارے علاقے موضع سوٹ تحصیل مری میں بجلی کا انتہائی ناقص انتظام ہے۔ ہمارے علاقے کی آبادی تقریباً تین ہزار سے زائد ہے لیکن ہمارے پورے علاقے میں بجلی صرف ایک فیس سپلائی کی جاتی ہے۔ نماز مغرب کے بعد ایک سو پاور والے بلب کی روشنی ایک لیمپ سے بھی تھوڑی ہو جاتی ہے۔
گذارش ہے کہ ہمارے علاقہ میں بجلی کی سپلائی چار فیس کی جائے۔

محمد شفیق عباسی اینڈ محمد گشتاسب عباسی
موضع سوٹ تحصیل مری، ضلع راولپنڈی

چار قومیتوں کا سٹنٹ:

میں آپ کے مؤقر جریدے کی وساطت سے متعلقہ حکام سے درخواست کرتا ہوں کہ اسلام اور پاکستان کے وجود کا انکار کرنے والوں کا فوراً نوٹس لیا جائے جبکہ موجودہ حکومت نے نیپ کے تمام لیڈروں کو سازش کیس حیدرآباد سے رہا کیا ہے اور ساتھ ساتھ ان کو محب وطن بھی قرار دیا تو پھر ان لوگوں نے چار قومیتوں کا نعرہ لگانا شروع کر دیا ہے جب کہ آئین ۱۹۷۳ء میں خود بزنجو صاحب نے دستخط کئے تھے۔ اب جب کہ لوگوں کو آٹا نہیں ملتا ایسے موقع پر اور اس نازک دور میں چار قومیتوں کا نعرہ لگانا قوم کو مزید مسائل میں الجھانا ہے۔ ہر آدمی کو ملک کی ترقی کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ چین ہم سے دو سال بعد آزاد ہوا تھا مگر آج وہ دنیا کی عظیم طاقتوں میں سے ایک طاقت ہے۔ اسی طرح امریکہ روس اور برطانیہ ہے۔ ہمیں ان ممالک سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ ان میں مکمل اتحاد موجود ہے۔

ظفر اللہ بیگ
کراچی نمبر ۳، بلاک نمبر ۸، مکان نمبر ۲۴-بی

بلوچستان کابینہ میں دیانتدار افراد لئے جائیں:

میں آپ کے مؤقر جریدے کی وساطت سے قومی اتحاد کی قیادت سے اپیل کرتا ہوں کہ بلوچستان میں صوبائی کابینہ میں دیانتدار افراد لئے جائیں کیونکہ بلوچستانی عوام نے دیانتداری کے ساتھ پاکستان سے الحاق کا اعلان کیا تھا۔ صوبائی کابینہ میں جن افراد کا نام اخبار میں آیا ہے اس میں دو ایسے افراد ہیں جنہوں نے بھٹو کے سیاہ دور میں عوام سے غداری کی ہے۔ جن افراد نے بھٹو کے دور میں عوام سے بے وفائی کی ہے اب بھی وہ عوام کے ساتھ مخلص نہیں ہیں۔ مسٹر تاج محمد جمالی نے چار سال تک پیپلز پارٹی کی خدمت کی ہے اب قومی اتحاد میں بھی وزارت کے لئے آیا ہے۔ میر حاجی ترین نے ایک سال میں چار پارٹیاں تبدیل کی ہیں۔ مارچ ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں قومی اتحاد کے فیصلے کے خلاف آزاد امیدوار تھا اب قوم نے مسترد کر دیا ہے۔ کیونکہ میر حاجی ایک بددیانت شخص ہے اگر مسلم لیگ نے صاحب موصوف کو منتخب کیا تو قومی اتحاد کو نقصان ہوگا اور قومی اتحاد سے عوام کا اعتماد ختم ہو جائے گا۔ پاکستان قومی اتحاد نے جس عظیم تر قومی مفاد کے لئے حکومت میں شمولیت اختیار کی ہے وہ بھی بے معنی ہو کر رہ جائے گا کیونکہ بلوچستانی عوام قومی اتحاد کے ساتھ ہیں اور خاص کر پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود مدظلہ سے اپیل کرتے ہیں کہ صوبائی کابینہ میں پشتونوں کو بھی نمائندگی دی جائے۔

سید شمس الدین
عبد النصیر داہل لونی قبیلہ و ترین قبیلہ

مقدمات واپس لئے جائیں:

حکومت کی جانب سے سیاسی نوعیت کے مقدمات واپس لئے جانے کے بارہا اعلانات کے باوجود ابھی تک بہت سے سیاسی مقدمات زیر سماعت ہیں۔ بہت سے کارکنوں کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکے ہیں اور بہت سے کارکن مجبوراً مقدمات کی باقاعدہ پیروی کر رہے ہیں۔ جناب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب ساہیوال کو متعدد درخواستیں ہائے گذاری گئی ہیں ہنوز واپسی مقدمات کی کوئی کارروائی نہ ہوئی ہے۔
آپ کے مؤقر جریدے کی وساطت سے حکومت سے اپیل ہے کہ مقدمات واپس لے کر گرفتار شدگان کو رہا کیا جائے۔

قاضی خالد محمود، ایڈووکیٹ
مکان نمبر ۷۴-جی، عارف والا، ڈسٹرکٹ ساہیوال

پنشن دلوائی جائے:

دو سال گذر چکے ہیں۔ ہمیں پنشن بہت دقت سے ملتی ہے۔ بعض اوقات ملتی ہی نہیں۔ پچھلے سال بڑے بڑے افسر دورے پر آئے تھے۔ افسران کو بیسے خیل اور لکی مروت کے پنشن خوردہ لوگوں نے پنشن نہ ملنے کی شکایت کی تھی۔ ان افسران میں ڈی۔ ایس۔ ڈی۔ پی۔ او، ٹی۔ ٹی

اور اسٹیشن ماسٹر عیسیٰ خیل اور اسٹیشن ماسٹر لکی مروت شامل تھے۔ ڈی۔ ایس صاحب نے کہا کہ ہم بندوبست کریں گے۔ پورا سال گذر گیا لیکن پنشن کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا۔

جو لوگ ریلوے کے ملازمین ہیں ان لوگوں کو ایک تنخواہ ماہواری مل گئی اور دوسری آدھی تنخواہ رمضان المبارک میں دے دی گئی اور جو راشن ان کو ملتا تھا وہ بھی دوگنا ہو گیا۔

اور ہم لوگ جو کہ پنشن خوردہ ہیں وہ بھی پاکستانی باشندے ہیں۔ چار چار پانچ پانچ مہینے کی تنخواہ مقامی حکام نے روک دی ہوئی ہے ہم بہت غریب لوگ ہیں۔ ہمیں اپنی تنخواہ تک نہیں ملتی۔ اگر ہم اس سلسلے میں احتجاج کرتے ہیں تو بڑے بڑے افسر ہم کو تنگ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

آپ کے مؤقر جریدے کی وساطت سے ہم ریلوے کے وفاقی وزیر اور چیئرمین سے التجا کرتے ہیں کہ خدارا پنشن یافتہ ملازمین کے ساتھ پنشن بند کر کے ظلم نہ کیا جائے اور ہمیں موجودہ ملازمین کی طرح تمام سہولتیں دی جائیں۔

لکی مروت اور عیسیٰ خیل کے
پنشن یافتہ سابقہ ریلوے ملازمین

مرکزی وزیر بلدیات سے اپیل:

آپ کے جریدے کی وساطت سے یہ دیرینہ مطالبہ مرکزی وزیر بلدیات تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ امید ہے کہ وزیر موصوف ہمارے دیرینہ مطالبہ پر ہمدردانہ غور فرما دیں گے۔

مدرسہ عربیہ سراج العلوم رجسٹرڈ فورٹ عباس کی دینی درسگاہ ہے۔ مدرسہ کی جامع مسجد سے ملحق مذبح خانہ ہے جس کی وجہ سے ہر وقت سخت بدبو اور تعفن رہتا ہے۔ کوے، چیل وغیرہ ہر وقت منڈلاتے رہتے ہیں۔ آوارہ کتے بچوں کی آمد و رفت میں مستقل خطرہ ہیں۔ عرصہ دراز سے کمیٹی و ضلعی حکام کو درخواستیں دی ہیں مگر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ یہ کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے کہ مذبح خانہ پہلے سے ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا مذبح خانہ ایسی مقدس چیز ہے جو تبدیل نہیں ہو سکتی۔ پرانا مذبح ہے۔ اب وہ آبادی میں گھر چکا ہے۔ آبادی میں بے پناہ اضافہ ہو چکا ہے۔

مرکزی وزیر بلدیات سے اپیل ہے کہ مذبح خانہ کو منتقل کرنے کے فوری احکامات صادر فرمائے جائیں تاکہ دینی مدرسہ و مسجد اس غلاظت سے نجات حاصل کریں۔

قاضی رشید احمد
ناظم مدرسہ ہذا۔ فورٹ عباس

جمعیۃ کو ملک گیر سطح پر منظم کیا جائے:

جمعیۃ علماء اسلام نے آمریت ختم کرنے بنیادی حقوق بحال کرنے۔ ملک قوم اور نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قوم کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی جدوجہد میں جو مرکزی کردار ادا کیا ہے اور جو آج بھی ناسامد حالات کے باوجود ادا کر رہی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ علماء حق نے وقت اور حالات کے تقاضے کے مطابق ہمیشہ قربانیاں دی ہیں۔ مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہؒ، شاہ اسمٰعیل شہیدؒ۔ سید احمد بریلویؒ۔ قاسم نانوتویؒ اور حضرت مدنیؒ کی قابل تقلید مثالیں موجود ہیں لیکن موجودہ پرفتن دور میں امید کی ایک کرن اگر ہے تو وہ جمعیۃ علماء اسلام کے قائد مولانا مفتی محمود ہیں۔

مستقبل قریب میں کیا ہوگا اللہ بہتر جانتا ہے مگر ممکن ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام انفرادی طور پر عملی میدان میں نکل آئے جس کے لئے ضروری ہے کہ ابھی سے ملک گیر سطح پر جمعیۃ علماء اسلام کو اس انداز پر منظم کیا جائے کہ تمام باطل پرستوں کے لئے یہ قہر خداوندی بن جائے خصوصاً صوبہ سرحد میں جمعیۃ کا تنظیمی ڈھانچہ ناقص ہے۔ مجھے امید ہے کہ قائدین ممکن حد تک کوشش کریں گے۔ اللہ ہمیں علماء حق کے ساتھ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حافظ حسین احمد
ناظم عمومی جمعیۃ طلباء اسلام، صوبہ سرحد